گلدستۂ عورت

تالیف:

ابو مظہر علی اصغر چشتی

بزمِ چشتیہ غنویہ لاہور

الٰہی غنچۂ امید بکُشا — گلے از روضۂ جاوید بنما

اگر پندے ز درویشے پذیری	اے دخترِ اسلام اگر تو ایک درویش کی نصیحت قبول کرلے (یعنی پڑھ)
ہزار امت بمیرد تو نہ میری	قائم کرے تو ہزار امتیں فنا ہو سکتی ہیں لیکن تو فنا نہیں ہو سکتی
بتولے باش و پنہاں شو ازیں عصر	حضرت بتول فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا طریقہ اختیار کر اور زمانہ کی نگاہوں سے
کہ در آغوش شبیرے بگیری	چھپ جا تاکہ تیری آغوش میں شبیر (امام حسین رضی اللہ عنہ) جیسا فرزند پرورش پا سکے

گلدستۂ عورت

دوسرا

تالیف:
ابو مظہر علی اصغر چشتی

بفرمائش:
مفتی محمد سہیل چشتی ایم اے (اسلامیات)

ناشر:- بزم چشتیہ غنویہ، لاہو

کتاب: گلدستہ عورت
تالیف: ابو منظہر علی اصغر چشتی
فرمائش: مفتی محمد سہیل ایم اے
تعاون: حاجی محمد اسحاق صاحب، شیخ محمد الیاس، شیخ محمد ریاض
کاتب: محمد شاکر
ناشر: بزم چشتیہ غنویہ
قیمت: ۱۶ روپے

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

۹۲

حق حق حق

انتساب

سیدی ومرشدی زبدۃ العارفین عالم شریعت رہبر طریقت حضرت مولانا الحکیم عبدالغنی چشتی صابری دوسوہوی قدس سرہٗ (بادامی باغ لاہور)

و

استاذی مکرمی ومحترمی حضرت مولانا قاری محمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سابق عربی ٹیچر، اسلامیہ ہائی سکول، موہنی روڈ، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب اوّل

عورت کے معنی

لفظِ عورت عربی میں بطورِ مونث استعمال ہوتا ہے اس کے معنی بدن کا وہ حصہ جس کا ننگا کرنا شرم کی بات ہے۔ لُگائی، استری، زن، بیوی، جورو اور زوجہ ہیں۔ اس کی جمع عورات ہے۔

(گلزارِ معانی)

العَوْرَۃ ۔ العَورَۃُ مِنَ الرِّجال شگاف،
مِنَ الشَّمْسُ جائے طلوع و غروب
ہر وہ امر جس سے شرم کی جائے، انسان کے وہ عضو جنکو شرم کی وجہ سے چھپایا جاتا ہے۔

عَوَرَاتٌ و عَوَرَاتٌ

عورت ہی سے لفظ عائر (العائر) ہے جس کے معنی ہیں۔
جس کی آنکھ میں تنکا ہو۔ آنکھ کا دکھنا۔ ہر وہ چیز جو آنکھ کو تکلیف دے۔

(المنجد)

عَوَرَات ج عورت زنانیاں۔ پردے (۵۸/۲۴)
عَوَرَاتِ النِّسَاءِ ۔ پوشیدگیاں یا پردے عورتوں کے (۳۱/۲۴)

عَوْرَتْ خالی - دریدہ - شرمگاہ ۱۳/۳۳

(لغات القرآن از منشی عزیز الدین مرحوم)

اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ص

(پ ۱۸ - س النور ۲۴ - آیت ۳۱)

یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں۔

(کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن لاعلحضرت بریلوی)

ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ط (پ ۱۸ سورۃ النور ۲۴ - آیت ۵۸)

یہ تین وقت تمہاری شرم کے ہیں۔

(کنز الایمان)

يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ط وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ج

(پ ۲۱ - الاحزاب ۳۳ - آیت ۱۳)

(نبی سے اذن مانگتا تھا) یہ کہکر کہ ہمارے گھر بے حفاظت ہیں اور وہ بے حفاظت نہ تھے۔ (کنز الایمان)

کہتے ہیں کہ یقینی ہمارے گھر مدینہ میں خالی ہیں اور مضبوط نہیں۔ حالانکہ ان کے گھر خالی نہ تھے۔

(تفسیر قادری ترجمہ حسینی)

ف: لغات اور مضامین قرآن حکیم سے بخوبی علم ہوگیا کہ عورت شرم وحیا کا مجسمہ ہے اور اس کا چھپایا جانا ضروری ہے۔ جب اس کے جسم نازک کے کسی حصہ پہ مرد کی نظر پڑتی ہے۔ تکلیف اٹھاتی ہے جب آنکھ تکلیف میں ہوتی ہے دل پہ مصیبت کے پہاڑ آپڑتے ہیں۔ دل کی کیفیت بدلنے سے معاشرہ میں برائیاں پیدا ہوجاتی ہیں۔ اگر شروع سے ہی مستورہ پہ کنٹرول کر لیا جائے اور اس پہ بھی جو اسے دیکھ کر بے قابو ہوجاتا ہے یعنی مرد کا دل اور دل سے اول چشم پہ تو تمام معاشرہ بیحیائی کے کاموں سے بچ سکتا ہے۔

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں مرد اور عورت دونوں کو اپنی آنکھیں نیچی رکھنے کا حکم دیا۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ط

(پ ۱۸ سورۃ النور ۲۴ آیت ۳۱)

آپ حکم دیجئے مومنوں کو کہ وہ نیچے رکھیں اپنی نگاہیں اور حفاظت کریں اپنی شرمگاہوں کی۔ یہ طریقہ بہت زیادہ پاکیزہ ہے۔ (ضیاء القرآن)

یاد رہے کہ سورۃ النور کا آغاز زنا کاروں کی سزا کے ذکر سے ہوا۔ اس آیت میں اس راستے ہی کو بند کیا جا رہا ہے جو زنا کی منزل پر پہنچ کر رجم کی سزا دلاتا ہے وہ راستہ ہے "چشم" اور راستہ کی آخری منزل شرمگاہ۔ عورت مجسمۂ شرمگاہ ہے اس کو اپنا سارا جسم ڈھانپنا ہے۔ اپنی زیب و زینت کو چھپانا اس کے لئے ضروری قرار دیا گیا جس کی اگلی آیت میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ

اپنی آرائش کو ظاہر نہ کریں

اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ

مگر جتنا خود بخود نمایاں ہو (یعنی ہاتھ وغیرہ) اس سے اور ڈال رکھیں اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر اور ظاہر نہ ہونے دیں اپنی آرائش کو۔

نوٹ :- اس کا بقیہ مضمون باب سوم میں آئے گا۔

چونکہ عورت اکثر عقل کی ارفع منازل کی جانب پرواز کرنے پر کوتاہی اور لاپرواہی برت جاتی ہے اور اس کی نسبت مرد جو کارزارِ حیات میں مشکل سے مشکل میدان میں

عملی طور پر رواں دواں رہتا ہے اور مشکلات کے لاینحل مسائل کے لئے ذہنی، جسمانی قوتوں کو بروئے کار لاتا ہے اس طرح وہ اپنی قوتوں میں جلا حاصل کرکے اور اپنے عملی تجربوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے "الرجال قوامون علی النساء" کا بھی مظہر بن جاتا ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ نے واشگاف الفاظ بلا ردوکد ہی فرما دیا۔ جواب مذکورہ امر کو سمجھنے کے لئے آسان ہوگیا کہ مرد ہی عورت کی حفاظت کا ذمہ دار ہے اور اپنے حاصل کردہ تجربوں سے استفادہ کرتے ہوئے اگر عورت پر پابندیاں لگاتا ہے تو حق بجانب ہے۔ جیسا کہ اس کے معنوں سے ظاہر ہے اس لئے عقلِ سلیم کلّی عطا کیا گیا (مرد) اس کی حفاظت کرے اور اسی پر پابندیاں لگائے کہ وہ پابندی لگانے کا اہل ہے۔

الرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاۤءِ (پ۵)

مرد عورتوں پر افسر ہیں۔ (تفسیر الحسنات) (کنز الایمان)

عورت کے معنی قرآن مجید اور دیگر لغات سے معلوم ہوئے۔

شرم و حیا کا پیکر ، صنفِ نازک ، پوشیدہ امور کی مجسّمہ، غیر محفوظ جب تک اس کی حفاظت کرنے والا نہ ہو یعنی مرد جیسا پیچھے قرآن سے ثابت ہوا کہ مرد عورت کے لئے افسر ہے۔

باب دوم

قبل از اسلام عورت کا مقام

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور جنت میں اس کا قیام کیا۔ اس وقت کائنات میں حضرت کا ہم جنس کوئی نہ تھا جس سے دل بہلاتے اللہ رب العزت نے آدم علیہ السلام کے سوتے کی حالت میں آپ کی بائیں پسلی سے آپکی ہم جنس سیدہ حوا پیدا کیں۔ حضرت بیدار ہوئے تو حوّا کو پاکر بہت خوش ہوئے۔ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیج کر سیدہ کا حق مہر ادا کیا۔ اور دونوں ہنسی خوشی جنت میں رہنے لگے۔ یہ بات عزازیل کو نہ بھائی۔ اس نے حضرت حوّا کو شجرۂ ممنوعہ کے پھل کھانے کی رغبت دلائی۔ آپ نے حضرت آدم کو اس کا پھل کھانے کی طرف راغب کیا۔ یہ پہلا واقعہ تھا کہ حضرتِ حوّا نے سیدنا آدم کو ربّ کائنات کی نافرمانی کی طرف لگایا۔ مختصراً دونوں ہی زمین پر تشریف لائے۔ نسلِ آدم پھیلی۔

چونکہ عورت قدرتی طور پر ٹیڑھے مزاج کی پیدا ہوئی۔ جیسا کہ حدیث پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں ارشاد ہوا۔

"عورتوں کے ساتھ بھلائی کیا کرو۔ کیونکہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں جو ٹیڑھی چیز ہے۔ پسلی میں سب سے ٹیڑھا اوپر کا حصہ ہے اگر تو اس کو سیدھی کرنے کی کوشش کرے گا تو پسلی توڑ دے گا تو اس کو اس کی حالت (بدمزاجی۔ کج مزاجی) پر چھوڑ دے تو اس کو سیدھا نہ کر سکے گا۔

اس لئے ان سے بھلائی ہی بہتر ہے"۔

(بخاری و مسلم)

"عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ وہ کبھی تیرے لئے ایک سیدھی راہ پر نہ رہے گی۔ اگر تو اس سے فائدہ اٹھانا چاہے تو اسی حالت (کج مزاجی) میں اسی سے فائدہ اٹھا۔ اگر تو اس کو سیدھا کرنا چاہے گا تو اسے توڑ دے گا۔

(مسلم شریف)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق عورت کو اسی حالت میں رہنے دینا چاہیئے تھا لیکن اس وقت کا مرد غالباً اسے اپنے برابر دیکھنا چاہتا تھا جو عین غیر مناسب تھا۔ جب اس نے اس کو اپنے برابر لانے کی کوشش کی ہوگی تو اس کا نگٹہ نا ظاہر ہے یہ اسکا ساتھ نہ دے سکی تو چونکہ جہالت کا دور تھا علم کی روشنی نہ تھی۔ انبیاء علیہم السلام روشنی لاتے رہے لیکن لوگ اس سے فائدہ حاصل کرنے کی بجائے ان کی مخالفت کرتے رہے جس سے مزید تاریکی بڑھ گئی اور گمراہی کا دور دورہ ہوگیا۔ مرد اپنے مقام کو بھول گیا چہ جائیکہ عورت کا احترام کرتا۔ جب اس نے دیکھا یہ میرا ساتھ نہیں دیتی تو اس نے اس کو تباہی کے گڑھے میں ڈال دیا۔ عورت بیچاری کا مقام بالکل ختم کر دیا گیا۔ اسکی حیثیت ایک بے جان پتھر کی ہو کر رہ گئی۔

یہاں تک کہ عرب کے لوگ اس کا وجود ہی نحس اور بے عزتی کا باعث سمجھنے لگے وہ داماد کے نام سے چڑنے لگے اس چڑ کو ختم کرنے کے لئے انہوں نے ایک احمقانہ اور جاہلانہ قدم اٹھایا کہ لڑکی کو زندہ ہی نہ رکھتے۔ بلکہ پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیتے۔ ان کی یہ عادت طلوعِ اسلام تک رہی۔ اپنی شہوت دور کرنے کے لئے دوسری جگہ سے عورتیں خرید لاتے۔ عورت کو اپنی جائیداد کا کوئی حصّہ نہ دیتے۔ عورت بیچاری اُن لوگوں کے ہاتھوں بس بے جان کھلونا تھی یا شہوت نکالنے کا آلہ۔

ھندوستان میں اس کی حالت بہت ہی بدترین تھی۔ اسکو اناج، غلہ، روپیہ پیسہ کی طرح دان دیا جاتا تھا۔ یعنی اس کے بدلے دنیا کا دوسرا سامان خرید لیا جاتا تھا۔ جسطرح روپیہ پیسہ دیکر خریدا جاتا ہے اور ستی کی رسم تو بالکل بیہودہ تھی۔ جب کوئی آدمی مرجاتا ہے اسکی عورت کو زندہ ہی اس کے ساتھ چتا میں مرنا پڑتا۔ اگر عورت جلنے پر رضامند نہ ہوتی تو لوگ (بے رحم وظالم) اسکو زبردستی آگ کے سپرد کر دیتے۔ یہ بڑا بھیانک ماحول تھا جس کے تصور کرتے ہی جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں لیکن ان لوگوں پر اس کا کچھ اثر نہ تھا۔

بعض مذاہب میں عورت کو بے روح و بے جان بتایا جاتا تھا اور بعض اسکو مجسمۂ شیطان سے تعبیر کرتے تھے۔ سترہویں صدی سے قبل تک یہود و نصاریٰ (جو آج تہذیب کا گہوارہ بنے بیٹھے) عورت کو صرف لغراض شہوانی کا آلہ قرار دیتے تھے اور بس اہل ایران اسکو بے جان زمین کی طرح خیال کرتے۔ گویا کہ بے چاری عورت بحر مصائب میں مستغرق تھی اسکی شخصیت و ذہنیت اور حقوق کا ذرا بھر بھی پاس و لحاظ نہیں رکھا گیا تھا۔

اس وقت کا نسوانی ذہن کیا سوچتا ہوگا۔

جب نہ ماں کی عظمت تھی۔

نہ بہن کی عزت

اور نہ بیٹی سے شفقت ... آہ!

اسلام سے قبل عورت پر یہ دور تھا جسکا تصور کرتے ہی روح کانپ جاتی ہے۔

استغفر اللہ العظیم یا حی یا قیوم برحمتک استغیث

اسی پر بس نہیں تھا بلکہ زمانہ جاہلیت میں لونڈیاں فحبہ گری کا پیشہ عام طور پر اختیار کرتی تھیں۔ بڑے بڑے رئیس اور معزز خاندان اپنی جوان اور خوبصورت لونڈیوں

کو اس مقصد کے لئے استعمال کرتے تھے انہیں الگ مکان لے کر دیئے جاتے تھے
جن کو مواخیر کہا جاتا ہے۔ ہر ایک مکان پہ جھنڈا لہرا رہا ہوتا تھا اور لونڈی کا قحبہ خانہ
رئیس و معزز کے نام پہ مشہور ہوتا تھا۔ بلکہ یوں فخر کے ساتھ کہا جاتا تھا کہ یہ فلاں قبیلہ کی
رنڈی ہے اور یہ فلاں قبیلہ کی۔ یہ بات معیوب نہیں سمجھی جاتی تھی اور نہ اس میں
کسی کا آنا جانا باعث عار و بدنامی تھا۔

(مدینہ منورہ) یثرب کے حالات اس سے کچھ مختلف نہ تھے۔ یہاں اس کام کا سب
سے بڑا کارندہ عبداللہ بن ابی تھا۔ اسکو عنقریب اہل یثرب اپنا بادشاہ مقرر کرنے
والے تھے کہ اچانک رحمۃ للعلمین کا ظہور ہو گیا۔ اس کے چکلہ میں چھ نوجوان عورتیں تھیں جن
کے لئے مقرر تھا کہ تم نے اسقدر رقم کما کر دینی ہے اگر ان کے پاس آدمی نہ آتے اور وہ
کمائی نہ کر سکتیں تو ان کو زدوکوب کیا جاتا حالانکہ اس میں وہ بے قصور ہوتی تھیں۔ کتنا
ظلم تھا بیچاری عورت پہ کہ ایک تو اسے غلیظ زندگی بسر کرنے پر مجبور کیا جاتا دوسرے ا
مار پیٹ بھی کی جاتی۔ ان رنڈیوں میں ایک معاذہ نامی عورت تھی۔ جس کو سیاسی
اغراض کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ جب کوئی بیرونی سردار آتا تو اسے پیش کر دیا جا
کہ معاذہ اُس سے شب باشی کرے اور ابن ابی کے اس احسان کو ہمیشہ یاد رکھے
کہ اس نے میری میزبانی خوبصورت عورت سے کی اور وقت آنے پر اس سے ذا
فائدہ اٹھا سکے۔

ایک مرتبہ یہی لونڈی مسمّٰی بہا معاذہ ایک روز تنگ آکر سیدنا صدیق ا
کی بارگاہ میں پناہ لینے کے لئے آگئی اور اپنی داستان غم بیان کی۔ آپ نے بارگا
رسالت ؐ میں اسکی گزارش پیش کر دی۔ حضور ؐ نے فرمایا (فَاَمَرَهٗ بِقَبْضِهَ
اسے اپنے پاس رکھو۔ عبداللہ بن ابی نے بہت شور مچایا۔ لیکن لونڈی واپس
کی گئی بلکہ قرآنی حکم وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ (اپنی لونڈیوں کو بد کا

پر مجبور نہ کرو) نازل ہونے پر اسکو سختی سے منع فرما دیا گیا۔ تقریباً تمام دنیا میں کچھ ایسی ہی حالت تھی بلکہ عورتوں کی منڈیاں لگتی تھیں۔ بولی دی جاتی تھی۔ اس سے لین دین کیا جاتا تھا۔ لونڈیاں در کنار بیویاں اور بیٹیاں اگرچہ وہ شرم وحیا کی پیکر ہی کیوں نہ ہوتیں۔ ان کو جوا میں ہار دیا جاتا۔ بسا اوقات چند دن کے لئے کسی کی ملک کر دی جاتیں اور اس کو برا خیال نہ کیا جاتا۔ (ضیاء القرآن بحوالہ ابن جریر۔ ابن کثیر وغیرہ)

علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ

لوگ زنا کی اجرت وصول کرتے اور اگر لونڈی سے بوجہ زنا اولاد ہوتی تو اس کو اپنا غلام بنا لیتے اور اسے فروخت کر کے قیمت وصول کرتے اور اگر زانی قبیلہ کا کوئی رئیس ہوتا اور اس کے حمل سے کوئی لونڈی یقینی رنڈی کے ہاں بچہ پیدا ہوتا تو وہ اس لونڈی کو جس سے زنا کیا جاتا تھا اور پھر بچہ (لڑکا) پیدا ہوتا۔ ایک سو اونٹ بطور فدیہ ادا کر کے اپنا بچہ لے جاتا۔ وہ رنڈی سو اونٹ اپنے مالک کو دے دیتی۔ اس طرح وہ نہایت بے غیرتی سے عورت کو زندگی بسر کراتے تھے۔

باب سوم

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو کیا مقام بخشا؟

پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم نے عورت کی یہ حالت دیکھی تو بلند آواز سے نعرہ لگایا۔

فَاتَّقُوا اللّٰہَ فِی النِّسَآءِ (الحدیث)

(عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو)

یہ جمادات و نباتات سے نہیں بلکہ

اَلنِّسَآءُ شَقَائِقُ الرِّجَالِ (الحدیث)

(عورتیں مرد ہی کا ایک حصہ ہیں۔)

اپنے بدن کے حصے کو کوئی اذیت نہیں دیتا۔ عورت تمہارے جسم کا ایک حصہ ہے۔ کوئی ماں کا درجہ رکھتی ہے کوئی بیٹی اور بہن کا۔ ان کا احترام اور ان سے شفقت تمہارا اولین فرض ہے۔ تم نے بیوی، ماں، بیٹی، بہن، خالہ اور پھوپھی کو ایک رسہ میں باندھ رکھا ہے۔ خبردار! ان کا احترام تمہارے لیے لازمی و لابدی ہے۔ چونکہ معاشرہ زندگی کی مسرتوں اور لطافتوں سے اس وقت لطف اندوز ہو سکتا ہے جب گھر کے تمام افراد خصوصاً ازدواجی رشتہ قائم رکھنے والوں میں باہمی محبت و پیار ہو۔ اسلئے فرمایا۔

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّ خَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً ط وَ اتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ ط اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا ط

آیت کریمہ کا ایک ایک لفظ قابلِ غور ہے۔ دنیا میں چونکہ ہر قسم کے لوگ بستے ہیں کہیں یہود نصرانی ہیں اور کہیں ہنود و مجوس ہیں اور اسلام نے سب کو ایک بہترین زندگی بسر کرنے

کے لیئے بہترین معاشرہ عطا فرمایا ہے اس لیئے خطاب تمام لوگوں کو کر کے فرمایا جاتا ہے اگرچہ تم نے اپنے فرسودہ خیالی سے علیٰحدہ علیٰحدہ خدا بنا رکھے ہیں لیکن تمہارے قلوب گواہی دیتے ہیں کہ یہ بے جان بے حس و حرکت تمہارے کسی کام نہیں آسکتے۔ تو جس خدا کو تمہارے اندرونی قلوب تسلیم کرتے ہیں اس سے ڈرو اپنے ہی حصہ کو رنج و کلفت نہ پہنچاؤ۔ آخر تم سوچو "تم کو ایک جان یعنی آدمؑ سے پیدا کیا (حوا اس کی جزو ہیں) وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا فرما کر بات صاف کر دی کہ عورت کو آدم ہی سے پیدا کیا گیا۔ اس کی تخلیق علیٰحدہ نہیں کی گئی پھر آدم وحوا علیہم السلام سے لاتعداد آدمی اور عورتیں پیدا کر دیں اور ان میں ازدواجی پرلطف رشتہ قائم کر دیا تاکہ دونوں اگرچہ کل و جزو کی حیثیت رکھتے ہیں ایک دوسرے کے محتاج رہیں۔ مرد کا عورت کے بغیر اور عورت کا مرد کے بغیر گزارا مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم اپنے حقوق طلب کرتے ہو اور رحموں کے قطع کرنے سے اللہ سے ڈرو۔ یعنی میاں بیوی کا جو عظیم رشتہ ہے اس کو توڑ کر دوسرا راستہ اختیار نہ کرو۔ رحم کے بارے میں ارشادِ نبویؐ ملاحظہ ہو:۔

"رحم عرشِ الٰہی سے آویزاں ہے کہ رحم زبان حال سے کہتا ہے کہ سُن لو! جس نے مجھے جوڑا اللہ اسے جوڑے رکھے گا اور جس نے مجھے توڑا خدا اُسے توڑے:"

اسلام کا قانون ملاحظہ فرمایا کہ اسلام صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے اور قطع رحمی سے منع کرتا ہے۔

اسلام سے قبل لوگ جب چاہتے عورت کو طلاق دیدیتے اور اُسے کوئی مال یا مہر کا حصہ نہ دیتے۔ قرآن مجید نے ارشاد فرمایا:۔

وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً ۚ فَإِن طِبْنَ لَكُمْ عَن شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَّرِيئًا۔ (پ۴ سورۃ النساء آیت ۴)

"عورتوں کو ان کے مہر خوشی خوشی ادا کیا کریں، ہاں اگر وہ خوشی سے بخش دیں اس کا کچھ حصہ تو اُسے خوش دلی سے کھاؤ اسے لذت دار خوشگوار خیال کرتے ہوئے:"

خیال کرتے ہوئے)

دیکھا آپ نے اللہ تعالیٰ نے کتنی خوشگوار زندگی بسر کرنے کا حکم دیا اور عورت کو خوشی سے معاف کر دینے کا تاکہ آپس میں رنجش پیدا ہی نہ ہو۔ چونکہ دونوں ایک گھر کے سربراہ ہیں ایک بادشاہ دوسرا وزیر، دونوں کو ایک دوسرے کے حقوق سے آگاہ فرمایا۔ اب حصۂ وراثت کا ذکر فرمایا۔ والدین اور رشتہ داروں کے ترکہ سے:۔

وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا۔ (سورۃ النسآء آیت ۷)

"عورتوں کے لیئے حصہ ہے جو چھوڑ گئے ماں باپ یا قریبی رشتہ دار اس ترکہ سے خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ ۔ یہ حصہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے مقرر ہے"

خاوند کی فوتیدگی کے بعد عورت کو محروم نہیں کیا بلکہ فرمایا:۔

وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم ۚ مِّن بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ (آیت ۱۲)

"اے مردو! اگر تم اپنا ترکہ چھوڑ کر مر جاؤ اور تم صاحب اولاد نہ ہو تو تمہارے ترکہ سے عورت کا ۱/۴ حصہ ہے اور اگر تم صاحب اولاد ہو تو عورت کا حصہ ۱/۸ ہے قرضہ کی وصیت کے بعد"

حصے کا حکم فرمانے کے بعد سزا و جزا کا حکم صادر فرمایا کہ:۔

"یہ اللہ کی قائم کی ہوئی حدیں ہیں، جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا وہ جنتی ہوگا اور جو نافرمانی کرے گا اور حدود خداوندی کو توڑے گا جہنم میں جائے گا اور ذلت کا عذاب پائے گا" (سورۃ النسآء آیت ۱۲، ۱۳)

عورت کی عصمت

زمانہ جاہلیت میں جس پر چاہتے الزام لگا دیتے اور اسے

بدنامی کا سہرا لگا دیتے، ذراسی بات پر عورت کو رسوا کر دیا جاتا جہاں تک کہ وہ کسی معاشرہ کے قابل نہ رہتی اور گوشۂ تنہائی میں اپنی زندگی گزارنے یا موت کو ترجیح دینے پر مجبور ہو جاتی۔ اللہ رب العزت نے ان کی عزت محفوظ رکھنے کے لیے اور گناہ پر پردہ ڈالنے کے لیئے بدنامی سے بچانے کے لیئے اپنے چار گواہ پر موقوف فرمایا اور جو بدنامی لگائے اور چار گواہ نہ پیش کر سکے اس کو اسی ۸۰ کوڑے لگانے کی سزا دی تاکہ آئندہ کوئی کسی پر تہمت لگانے اور پردہ فاش کرنے کی کوشش ہی نہ کرے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ اللہ رب العزت معاشرہ کو گندہ کرنے کی بھی اجازت نہیں دیتا بلکہ ساتھ ہی یہ ارشاد فرما دیا کہ اگر ثابت ہو جائے تو مرد و عورت دونوں کو سزا دی جائے اور اگر کسی ملک میں اسلامی قوانین نافذ نہیں تو اس کو قید کیا جائے گھر میں یہاں تک وہ عورت تائبہ ہو جائے اور اگر وہ توبہ کی طرف نہ آئے تو تازیست پابند رکھا جائے۔

وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَۃَ مِنْ نِّسَآئِکُمْ فَاسْتَشْہِدُوْا عَلَیْہِنَّ اَرْبَعَۃً مِّنْکُمْ فَاِنْ شَہِدُوْا فَاَمْسِکُوْہُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰہُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰہُ لَہُنَّ سَبِیْلًا۔ وَالَّذٰنِ یَاْتِیٰنِہَا مِنْکُمْ فَاٰذُوْہُمَا فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْہُمَا اِنَّ اللّٰہَ کَانَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا۔ (سورہ النسآء آیت ۱۵-۱۶)

"اور تمہاری عورتوں میں سے جو بدکاری کا ارتکاب کربیٹھیں تو (تہمت لگانے والے سے) اُن عورتوں پر چار گواہ طلب کرو۔ اگر وہ گواہی دے دیں تو ان کو گھروں میں بند کرو۔ یہاں تک کہ پورا کر دے ان کی زندگی کو موت یا اللہ تعالے ان کے لیئے رہائی کا کوئی راستہ پیدا کر دے۔ اور جو مرد اور عورت دونوں ارتکاب کریں بدکاری کا تم میں سے تو اُنکو خوب اذیت دو۔ اگر وہ توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح کر لیں تو انہیں چھوڑ دو۔ بے شک اللہ تعالے بہت توبہ قبول کرنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔"

دوسری برائیوں کی طرح اس برائی کی روک تھام کے لیئے صرف وعظ و نصیحت پر اکتفا

نہیں کیا بلکہ اس کی سنگین سزا مقرر کی۔ یہ سزا صرف عورت ہی کو نہیں بلکہ مرد کو بھی سنائی گئی۔ اس میں دونوں برابر ہیں۔ دونوں کو عمر قید کا حکم ہوا اگرچہ رجم کی آیت سے یہ حکم منسوخ ہے لیکن فقیر کہتا ہے کہ رجم کی سزا تو اسلامی حکومت ہی دے سکتی ہے جہاں اسلامی قوانین نافذ نہیں وہاں مرد اور عورت کو عمر قید کی سزا دی جائے۔ اور جہاں پاکستان کی طرح لاقانونیت ہو وہاں برادریاں از خود مرد و عورت کو گھروں میں سزا دے سکتی ہیں لیکن یہ اس وقت ہے جب کہ اس کام پر چار گواہ قائم کیے جائیں اور اگر چار گواہ قائم نہ ہوسکیں تو اُن کو تین سزائیں دی جائیں گی۔

۱۔ عورت پر تہمت لگانے والے کو اسّی کوڑے کی سزا دی جائے گی۔

۲۔ آئندہ مالی حقوق میں انکی گواہی قابلِ قبول نہ ہوگی۔

۳۔ انہیں فاسق قرار دیا جائے گا۔

(خلاصہ سورۃ النور آیت ۴)

ملاحظہ فرمایا آپ نے اسلام نے کس قدر عورت کو حقوق دیئے ہیں۔ اس کی عِصمت کا خاص خیال رکھا ہے یونہی کسی اشارہ کنایہ پر اسکو بدنام نہیں کیا۔

پردے کا حکم

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ

(سورۃ النور جزو آیت ۳۱)

(مسلمان عورتیں) اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈال رکھیں اور اپنی آرائش کو ظاہر نہ کریں۔

اس طرح اوڑھنی اوڑھنے سے گردن کان اور سینہ وغیرہ ڈھانپنے کا حکم دیتا ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مردوں نے جاکر گھر والیوں کو انکی اطلاع دی کہ پردے کا حکم آگیا ہے، اسی وقت مسلمان عورتوں نے حکم کی تعمیل کی اور اپنی پرانی عادت کو چھوڑ کر چشمِ زدن میں اطاعت قبول کر کے ایک نادر مثال پیش کی۔ اسی دوران حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ

نہیں کیا بلکہ اس کی سنگین سزا مقرر کی ۔ یہ سزا صرف عورت ہی کو نہیں بلکہ مرد کو بھی سنائی گئی ۔ اس میں دونوں برابر ہیں ۔ دونوں کو عمر قید کا حکم ہوا اگرچہ رجم کی آیت سے یہ حکم منسوخ ہے لیکن فقیر کہتا ہے کہ رجم کی سزا تو اسلامی حکومت ہی دے سکتی ہے جہاں اسلامی قوانین نافذ نہیں وہاں مرد اور عورت کو عمر قید کی سزا دی جائے ۔ اور جہاں پاکستان کی طرح لاقانونیت ہو وہاں برادریاں از خود مرد و عورت کو گھروں میں سزا دے ہیں لیکن یہ اس وقت ہے جب کہ اس کام پر چار گواہ قائم کیے جائیں اور اگر چار گواہ قائم نہ ہو سکیں تو اُن کو تین سزائیں دی جائیں گی ۔

۱۔ عورت پر تہمت لگانے والے کو اسّی کوڑے کی سزا دی جائے گی ۔

۲۔ آئندہ مالی حقوق میں انکی گواہی قابلِ قبول نہ ہو گی ۔

۳۔ انہیں فاسق قرار دیا جائے گا ۔

(خلاصہ سورۃ النور آیت ۴)

ملاحظہ فرمایا آپ نے اسلام نے کس قدر عورت کو حقوق دیئے ہیں ۔ اس کی عِصمت کا خاص خیال رکھا ہے یونہی کسی اشارہ کنایہ پر اسکو بدنام نہیں کیا ۔

پردے کا حکم

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ

(سورۃ النور جزو آیت ۳۱)

(مسلمان عورتیں) اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈال رکھیں اور اپنی آرائش کو ظاہر نہ کریں ۔

اس طرح اوڑھنی اوڑھنے سے گردن کان اور سینہ وغیرہ ڈھانپنے کا حکم دیا ہے ۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مردوں نے جاکر گھر والیوں کو اطلاع دی کہ پردے کا حکم آگیا ہے ، اسی وقت مسلمان عورتوں نے حکم کی تعمیل کی اور اپنی پرانی عادت کو چھوڑ کر چشمِ زدن میں اطاعت قبول کر کے ایک نادر مثال پیش کی ۔ اسی دوران حضرت عائشہ صدیقہ رض

کے پاس آپ کی بھتیجی حضرت حفصہؓ بنت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضؓ آئیں۔ انہوں نے اس وقت سر پہ ایک باریک اوڑھنی ڈال رکھی تھی۔ آپ کو سخت ناگوار گذری اور فرمایا :-

اِنَّمَا یَضْرِبُ بِالْکَثِیْفِ الَّذِیْ یَسْتُرُ۔ (الحدیث)

ایسی اوڑھنی کا حکم ہے جو موٹی ہو اور اس سے پردہ کا مقصد پورا ہو۔

دخترانِ اسلام ذرا خود ہی انصاف کریں جو باریک دوپٹے وہ اوڑھتی ہیں اور اور جس طرح انہیں سر کے بجائے کندھوں پہ ڈال لیتی ہیں اور سینہ تان کر سر بازار چلتی ہیں انکا طریقہ کار اسلام کی تعلیمات کے کتنا منافی ہے۔ علامہ اقبال مرحوم دخترانِ اسلام کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

اگر پندے زِ درویشے پذیری
ہزار امت بمیرد تو نہ میری
بتولے باش و پنہاں شو ازیں عصر
کہ در آغوش شبیرؓ بگیری

یعنی اگر تو اے دخترِ اسلام ایک درویش کی نصیحت کو قبول کرلے (یعنی پردہ رکھے) تو ہزار امتیں فنا ہو سکتی ہیں لیکن تو ہمیشہ زندہ رہے گا۔ حضرت فاطمہ زہرا بتولؓ کا طریقہ اختیار کر اور زمانہ کی نگاہوں سے چھپ جا تاکہ تیری آغوش میں حسینؓ شبیر جیسا فرزند پرورش پا سکے۔

مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسَافِحِیْنَ

بعض لوگوں کی عادت تھی کہ عورت کو نکاح میں لاتے اور پھر ذرا سے اختلاف پہ اس کو طلاق دے دیتے۔ اسلام نے اس پہ پابندی لگا دی۔ فرمایا عورتوں کو قید کرنے کے لیئے (یعنی ہمیشہ ہمیشہ اپنی زوجیت میں رکھنے کے لیئے) نکاح میں لاؤ۔ صرف مستی نکالنے کے لیئے ان سے نکاح نہ کرو۔ اس آیت کے جز دسے

عورت کو ایک ہی گھرانے میں تاز یست گھریلو حکومت کا حق حاصل ہو گیا ۔
علامہ قرطبی نے محصنین کے معنی مُتَعَفِّفِيْنَ عَنِ الزِّنَا یعنی زنا سے پاک بنتے اور مُسَافِحِيْنَ کا معنی غَيْرَ زَانِيْنَ (زنا نہ کرنے والے) کیا ہے ۔
ان کلمات سے نکاح کی طرف اشارہ ہے نہ کہ متاع کی طرف ۔ ان معنوں پر بھی غور کیا جائے تو عفت کی مالک وہی عورتیں ہو سکتی ہیں جو گھر کی چار دیواری میں اپنی زندگی بسر کریں ۔ اس زندگی میں ان کی عزت و عظمت ہے ۔ اور بیرونی زندگی اپنانے سے ہزارہا طعنوں بلکہ گناہوں کا شکار ہو سکتی ہیں جو معاشرہ کے لیئے زہر قاتل ہے ۔ اسلام نے عورت کو گھر کی مالکہ بنایا ہے نہ کہ بیرونی زندگی کا کھلونا ۔ یہ ہے وہ مقام جو اسلام نے اسے بخشا ۔
اسلام نے اس قدر بھی پابندی عائد نہیں کی کہ حالات چاہے کیسے ہی ہوں اُسے مرد علیحدہ (طلاق) ہی نہ کرے اور اُسے تنگ و تاریک زندگی گزارنے پر مجبور کرے ۔ عرب میں یہ رواج تھا کہ خاوند اپنی بیوی کو ان گنت بار طلاق دے سکتا تھا اس پر کوئی پابندی نہ تھی ۔ ہر بار عدت گزرنے سے قبل وہ اس سے رجوع کر لیتا تھا ۔
ایک دفعہ ایک انصاری نے اپنی بیوی کو دھمکی دی کہ لَا اَقْرُبُكِ وَلَا تَحِلِّيْنَ مِنِّيْ ۔ نہ تو میں تم سے قرب کرونگا اور نہ تو مجھ سے آزاد ہو سکے گی ۔ اس کی بیوی نے اس سے پوچھا وہ کیسے ؟ اس نے کہا میں تجھ کو طلاق دیا کرونگا اور عدت سے قبل رجوع کر لیا کرونگا“ وہ بیچاری عورت اپنے تاریک مستقبل کا تصور کر کے لرز گئی ۔ اور شکوہ کناں بارگاہ رسالتمآب رحمۃ اللعالمین صلے اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئی اور اپنی مظلومیت کی داستان عرض کی ۔ پروردگارِ عالم نے اپنے محبوبؐ پر یہ آیت نازل فرمائی ۔
اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ص فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ
طلاق تو دو بار ہے پھر یا تو روک لینا ہے بھلائی کے ساتھ یا چھوڑ

دینا ہے احسان کے ساتھ۔ (پ البقرہ آیت ۲۲۹)

جس نے عورت کے بیشتر مصائب کا خاتمہ کر دیا۔ خاوند کے حق طلاق کو تین بار تک محدود کر دیا۔ ایک بار طلاق دینے کے بعد اس طرح دوسری بار طلاق دینے کے بعد رجوع کر سکتا ہے اور اگر اس نے تیسری بار طلاق دے دی تو اب اس کا تعلق اس سے بالکل ختم ہو گیا۔ بار بار طلاق دے کر رجوع کرنے سے عورت کی زندگی کو تباہی سے بچا لیا۔ اور طلاق کا قاعدہ مقرر کر دیا اگر مرد طلاق دینا چاہتا ہے تو جب وہ حیض سے فارغ ہو محبت کرنے سے بیشتر ایک طلاق دے ——— پھر دوسرے ماہ جب وہ حیض سے پاک ہو تو محبت کیے بغیر دوسری طلاق دے ——— پھر تیسرے ماہ جب عورت حیض سے پاک ہو تو محبت سے قبل تیسری طلاق دے ——— اب نکاح کا تعلق ہمیشہ کے لئے ٹوٹ گیا ——— مرد کو جو اتنی مہلت دی گئی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ مرد اپنے فیصلے پر ایک بار نہیں بار بار غور کرے اور اگر اپنے فیصلے کو واپس لینا چاہے تو دو بار تک واپس لے سکتا ہے لیکن اگر اس نے تیسری بار طلاق دیدی تو گویا اس نے یہ اعلان کر دیا کہ وہ اس عورت کو اپنے ساتھ کسی قیمت پر نہیں رکھنا چاہتا۔ اور پھر اس کو یہ حق نہیں کہ پھر رجوع کرتا پھرے اور عورت کو اپنی خواہشات کا کھلونا بنائے رکھے۔

یہ اسلام کا قانونِ طلاق ہے۔

اب ذرا موازنہ کیجیے۔ ایک طرف عرب کے جاہلانہ طریقے سے مرد جب چاہتا طلاق دیتا رہتا دوسری طرف اہل ہنود، یہود اور نصاریٰ کے قانون سے جو ایک بار نکاح کی زنجیر میں جکڑ دیا جاتا، اب حالات کیسے ہی ناگفتہ بہ کیوں نہ ہوں چھٹکارا کی کوئی صورت نہیں۔ اسلام کی شریعت کی میانہ روی اور اعتدال وہ امتیاز ہے جس کا مقابلہ دنیا قدیم و جدید کا کوئی نظام قانون نہیں کر سکتا۔ آیت مذکورہ میں یہ بھی ہدایت فرما دی کہ جو چیزیں اس نے آج تک اپنی اس مطلقہ بیوی کو

تحفہ یا ہدیہ کے طور پر دی تھیں وہ واپس نہ لے بلکہ تَسۡرِیۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ ؕ کے
الفاظ تو اعلان کر رہے ہیں کہ اس افسوسناک حادثہ پہ اس کی مزید خدمت کرے
تاکہ اس کی کچھ نہ کچھ دلجوئی ہو جائے۔ جس میں فقہاء نے جوڑا دینے کا حکم بھی دیا۔

خلع

اسلام نے یہ بھی ضروری نہیں رکھا کہ مرد اور عورت کی آپس میں نفرت
ہو مرد جبراً اسے روک رکھے اور طلاق نہ دے اور بیچاری عورت مصیبت کی
زندگی بسر کرے۔ خاوند عورت کو مارتا پیٹتا رہے اور طلاق نہ دے اور عورت
کو اپنے خاوند سے ایسی نفرت ہو گئی ہو کہ اب صلح کی امید باقی نہ رہے اور خطرہ لاحق
ہو کہ اگر نکاح کے بندھن میں بندھے رہے تو طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا
ہو جائینگے اس مشکل کا حل فرمایا جا رہا ہے:۔

فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا یُقِیۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰہِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡہِمَا
فِیۡمَا افۡتَدَتۡ بِہٖ ؕ

"پھر اگر تمہیں ڈر ہو کہ وہ دونوں میاں بیوی اللہ کی حدود (نکاح)
کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو کوئی حرج نہیں کہ عورت فدیہ (مرد کو) دیکر
جان چھڑا لے۔"

فقہا کی اصطلاح میں اسکو خُلع کہا گیا ہے۔ یعنی اگر مندرجہ بالا صورت پیدا
ہو جائے تو عورت حاکم وقت کے پاس خلع کا مطالبہ کر سکتی ہے حاکم کے لیئے
ضروری ہے کہ پہلے ان کی مصالحت کی کوشش کرے اگر اس میں کامیابی نہ ہو تو
جو کچھ خاوند نے عورت کو مہر میں دیا تھا حاکم اُسے لے کر واپس کر دے اور انکے
درمیان تفریق کر دے یہی خُلع ہے۔

اور ہاں اگر زیادتی خاوند کی طرف سے ہو تو خلع کرتے وقت بیوی سے
کچھ لینا مناسب نہیں اور اگر زیادتی بیوی کی ہے تو جتنا اُس نے بیوی کو دیا تھا

طلاق کے بعد زوجین کے دماغ درست ہوگئے۔ اب آپس میں پھر ملنا چاہتے ہیں۔ تو چونکہ انہوں نے خداوند قدوس کی ناشکری کی اس ناشکری کے عوض انکو نہایت شرم کی سزا دی گئی کہ اب تم نہیں مل سکتے جب تک وہ عورت جس کو تم نے ناشکری کی بنا پر علیحدہ کر دیا تو کبھی تصوّر میں بھی نہ لا سکتا تھا کہ تیری بیوی غیر کے ساتھ زندگی بسر کرے لیکن تم نے ایک سنگین جرم کیا اب وہ بیوی جو کبھی تیری آغوش میں تھی اور تیری لطافت کا سامان ہوتی تھی وہ دوسرے کے قبضہ میں دیدی گئی ہے۔ تم اس سے اس وقت تک دوبارہ نکاح نہیں کر سکتے جب تک اس کا دوسرا خاوند اپنی مرضی سے طلاق نہ دے۔ ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈالیئے اور سوچیئے یہ کتنی شرم کی بات ہے۔ یہ قانون اس لیئے نافذ کر دیا تاکہ کوئی شخص اس قدر بے شرمی کا مظاہرہ نہ کرے یعنی اپنی بیوی کو طلاق نہ دے تاکہ اُسے اپنی بیوی کسی کی آغوش میں نظر نہ آئے۔

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ (البقرہ آیت ۲۳۰)

"پس اگر (دوبارہ طلاق دینے کے بعد) وہ طلاق دے اپنی بیوی کو تو وہ حلال نہ ہوگی اس پہ یہاں تک کہ وہ عورت نکاح کرے کسی مرد کے ساتھ۔"

یہ سزا ہے جذبات میں بہ کر علیحدہ ہونے کی۔

اب یوں ہوا کہ جس دوسرے مرد سے نکاح کیا تھا اس نے اپنی مرضی سے اس عورت کو طلاق دیدی اب عورت چاہتی ہے اور پہلے مرد کی بھی خواہش ہے کہ دوبارہ ازدواجی زندگی اختیار کریں پہلے کا پیار عود کر آیا تھا تو اسلام نے انکو اجازت دی ہے انکے جذبات کو ٹھوکر نہیں لگائی کیونکہ وہ اپنی سزا بھگت چکے ہیں۔ فرمایا:۔

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ

اتنا لینا مباح ہے اور اس سے زیادہ لینا مکروہ ہے ۔ مخلوعہ کی عدت بھی تین
حیض ہے ۔

جمیلہ بنتِ عبداللہ نے جو ثابت بن قیس کے نکاح میں تھی ، بارگاہِ رسالت
میں حاضر ہو کر عرض کی لَا اَنَا وَلَا ثَابِتٌ لَا يَجْمَعُ رَاسِيْ وَرَاسَهٗ شَيْ
(میں اور ثابت ایک ساتھ نہیں رہ سکتے میرا سر اور اس کا سر ایک جمع نہیں ہو سکتا
اس نفرت کی وجہ صرف شکلِ ثابت تھی جوان کی بیوی جمیلہ اسم بامسمیٰ کو پسند نہ تھی
حضورؐ نے مقدمہ سن کر جمیلہ سے فرمایا کیا تم وہ باغ واپس دینے کو تیار ہو جو ثابت
نے تم کو مہر دیا تھا ۔ جمیلہ نے عرض کیا میں باغ ہی نہیں بلکہ اور بھی کچھ دینے کو تیار
ہوں ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ باغ واپس لے کر ثابت بن قیس کو دے دیا
اور علیحدگی کرا دی ۔

کیوں جی ! دیکھ لیا اسلام کا فیضان جو اس نے اس بیچاری نحیف عورت
پر فرمایا ۔ اسلام نے کسی کو کسی کے پلے میں زبردستی نہیں باندھا ۔

حلالہ

اس فانی زندگی میں کئی قسم کے حالات سے انسان کو گزرنا پڑتا ہے
الانسان مرکب الخطاء والنسیان ۔ بعض اوقات یوں ہو جاتا ہے کہ مرد و عورت
کسی بات میں الجھ جاتے ہیں اس قدر الجھاؤ پیدا ہوتا ہے کہ طلاق ہو کر علیحدگی
ہو جاتی ہے ۔ طلاق ایک سنگین جرم ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد
فرمایا جب مرد عورت کو طلاق دیتا ہے تو زمین و آسمان کانپ جاتے ہیں ۔
یہ اس لیئے بھی ایسا ہوتا ہے مرد نے تو خود ہی اپنا ہم جنس ہم جلیس طلب کیا تھا
رب غفور نے اس کو ہم جنس ساتھی عطا فرما دیا اب جب کہ ان کی آپس میں
علیحدگی ہوتی ہے تو واقعی زمین و آسمان میں لرزہ پیدا ہو جاتا ہے ، خود ہی ساتھی
کو طلب کیا خود ہی چھوڑ دیا ۔ خداوندِ کریم کی نافرمانی اور ناشکری کا مظاہرہ کیا ۔

أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللّٰهِ ط

(آیت ۲۳۰)

پس اگر وہ (دوسرا خاوند) طلاق دے (پہلی مطلقہ کو) اسے تو مضائقہ نہیں ان دونوں پر کہ رجوع کر لیں بشرطیکہ انہیں خیال ہو کہ وہ اللہ کی حدّوں کو قائم رکھ سکیں گے۔

اجازت دے کر ساتھ تنبیہہ فرمائی کہ اب تم مل تو سکتے ہو لیکن خبردار آئندہ طلاق کا جرم عظیم نہ کرنا۔

قرآن کے اگلی سطور میں آنے والے الفاظ اپنے اندر چھپے ہوئے معانی کا اظہار کرتے ہیں کہ عورت جب دوسرے خاوند کے پاس جاتی ہے تو پہلا خاوند اُسے یاد آتا ہے۔ جب دوسرے خاوند سے کسی وجہ سے طلاق ہو جاتی ہے تو عورت فطری طور پر اپنے پہلے خاوند کو پسند کرتی ہے چونکہ برادری میں رنجش پیدا ہو چکی ہوتی ہے وہ قطعاً اپنی عورت کو دوبارہ اس شخص کے حوالہ کرنا نہیں چاہتے جس نے پہلے انکو اذیت پہنچائی ہوتی ہے۔ یہ بھی ایک فطری امر ہے لیکن عورت کی خواہش اسکے دل میں دبی ہوتی ہے کہ وہ اسی خاوند سے پھر شادی کرلے تو اللہ تعالےٰ نے برادری کو تنبیہہ فرمائی تاکہ عورت کے جذبات مجروح نہ ہوں۔ فرمایا:۔

وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا ج وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ط وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا ز وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهِ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۔

(آیت ۲۳۱)

اور نہ روکو (نکاح کرنے سے دوبارہ پہلے خاوند کے ساتھ) تکلیف دینے کی غرض سے تاکہ زیادتی کرو (عورت کے جذبات کو ٹھیس پہنچا کر)

تکلیف دینے کی غرض سے تاکہ زیادتی کرو (عورت کے جذبات کو ٹھیس پہنچاکر) اور جو کوئی ایسا کرے گا اس طرح وہ ظلم کرے گا اپنی جان پر۔ (طلاق اور نکاح کے جوڑ توڑ سے) اللہ کی آیات کا مذاق نہ اُڑاؤ۔ اور یاد کرو اس کی نعمت کو کہ جو تم پر ہے (کہ تمہیں اس معاملہ میں سنگین جرم کے بعد دوبارہ نکاح کی اجازت دے دی) اور قرآنِ مجید جو اللہ نے تم پر نازل کیا اس کو پڑھو اور جو حکمتیں (اس قرآن میں ہیں ان سے فائدہ اٹھاؤ) اس قرآن سے وہ اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے اللہ سے ڈرو، اور اچھی طرح سے جان لو کہ اللہ تعالےٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

دوسرے خاوند سے طلاق لینے کے بعد پہلے خاوند سے نکاح کرنے کو حلالہ کہا جاتا ہے۔ لیکن اس کی عام اجازت نہیں دی کیونکہ یہ ایک بے غیرتی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:۔

لَعَنَ اللّٰہُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَہٗ

"حلالہ کرنے والے پر بھی اللہ کی لعنت اور (جس بے غیرت) کے لیئے حلالہ کیا جا رہا ہے اس پر بھی لعنت"

بار بار تاکید فرمائی گئی کہ کسی عورت کو ستانے کے لیئے اور دُکھ دینے کے لیئے اس سے نکاح نہ کرو بلکہ انہیں آباد کرنے کے لیئے کرو۔ جو ایسا کرتا ہے وہ اللہ کی آیات کے ساتھ مذاق کرتا ہے۔

گھریلو زندگی کی اہمیت کے پیشِ نظر ان قوانین کو غلط استعمال کرنے والوں کو تنبیہہ فرمائی گئی کہ اگر تم نے ان قواعد کی تعمیل میں تاویل سے کام لینا شروع کر دیا دیکھو تمہارا یہ جرم نظر انداز نہیں کیا جائے گا کیونکہ تم عورتوں سے زیادتی کر کے خداوندی حکم کا مذاق اڑا رہے ہو۔ یہ سنگین جرم ہے اس کی تم کو سزا بھگتنا ہو گی۔

دیکھیئے صرف عورت کے لیئے کس قدر مرد کو تنبیہہ کی جا رہی ہے۔ یہ ہے اسلام کا عورت پر بہت بڑا احسان۔ کاش! یہ نادان عورت سمجھ سکتی۔ پھر کبھی بھی اپنا سر خداوندِ کریم کے در بارِ عالیہ سے نہ اٹھاتی اور رسولِ کریمؐ کی ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے کنیز بن جاتی جنہوں نے اسے یہ مقام بخشا۔۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ صَحْبِہٖ وَسَلِّم

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس دیئے
اس تبسّم کی عادت پہ لاکھوں سلام!
علیہ الصلوٰۃ والسّلام

حالتِ حیض میں عورت کو تکلیف نہ دو

یہود ایامِ حیض میں عورت سے بالکل قطع تعلق کر لیا کرتے تھے، ایک ساتھ اٹھنا بیٹھنا تو کجا، اس کے ساتھ کھانا پینا بھی بند کر دیا کرتے تھے بلکہ اسکے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا بھی ناپاک خیال کیا جاتا تھا۔ ان ایام میں عورت کو پلیدی کا مجسّمہ خیال کرتے تھے۔ مشرکین کا رویّہ بھی تقریباً ایسا ہی تھا۔ نصاریٰ ان دنوں میں کسی قسم کا پرہیز ہی نہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہمبستری سے بھی باز نہ آتے تھے۔ عورت ان تینوں کے رویّے سے تنگ تھی۔

اسلام نے افراط و تفریط کو ختم کر دیا بلکہ اپنی روایتی میانہ روی اور اعتدال کو قائم رکھا۔ صحبت سے منع فرما دیا گیا کیونکہ عورت ان دنوں نڈھال رہتی ہے اور یہ عمل اس کے ناگوارِ خاطر ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، گفتگو کرنا کھانا پینا روا رکھا گیا ہے یہ عمل عورت کی عین خواہش کے مطابق تھا۔

ارشاد ہوا ہے۔

هُوَ اَذًى لا فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِی الْمَحِیْضِ لا وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ج

اے محبوب فرمائیں ! عورت کے لیئے ان دنوں صحبت کرنا اس کو
تکلیف پہنچانا ہے کیونکہ ان دنوں وہ سست ہوتی ہے۔ حیض کے
دوران عورتوں سے الگ رہا کرو۔ یعنی صحبت نہ کیا کرو اور نہ صحبت
کرنے والے عمل کے قریب جاؤ کہ طبیعت مائل ہو جائے پھر دونوں
تکلیف اٹھاؤ۔ ہاں جب پاک ہو جائیں پھر قرب کر لیا کرو۔
اس معاملہ میں بھی اسلام نے عورت کی فطری خواہش کا احترام قائم
رکھا۔

اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (القرآن)
اگر اللہ کی نعمتوں (احسانوں) کو گنو تو ان کا شمار نہ کر سکو۔

قسم سے عورتوں کو تنگ کرنا

بعض لوگ اپنی عورتوں کو تنگ کرنے کے لیئے قسم اٹھا لیا کرتے تھے کہ د
اُن سے ہم بستری نہ کرینگے۔ اس طرح سے عورت نکاح میں بھی رہتی اور حقوق
زوجیت سے بھی محروم ہو جاتی۔ رحمۃ اللعالمین صلے اللہ علیہ وسلم نے از روئے ق
حکیم اس ظلم کا بھی خاتمہ کر دیا۔ اور فرمایا کہ اگر تم اپنی قسم چار ماہ کے اندر اندر ت
دو تو عورت تمہارے نکاح کے بندھن میں رہے گی اور صرف کفارہ قسم ادا کر
ہوگا (۶۰ مسکینوں کو کھانا کھلانا یا دو ماہ کے روزے رکھنا) اگر تم نے چار ماہ گ
جانے پر بھی اپنی قسم نہ توڑی تو نکاح ٹوٹ جائے گا اور عورت کو حق حاصل ہ
وہ کسی دوسرے سے نکاح کر لے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم عورت کو اپنے نکاح
جکڑ رکھو اور اس کے حقوق زوجیت بھی ادا نہ کرو۔ ہاں اگر اپنی خوشی سے پھر اس
خاوند سے نکاح کرنا چاہے تو کر سکتی ہے اس میں حلالہ نہیں۔ البتہ مرد کو سزا د
گئی ہے کہ وہ کفارہ ادا کرے۔ ارشاد ہوتا ہے :۔

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ

فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔

(البقرہ آیت ۲۲۶)

ان لوگوں کے لیئے جو قسم اُٹھاتے ہیں کہ وہ اپنی بیویوں کے قریب نہ جائینگے مہلت ہے چار ماہ کی۔ پھر اگر رجوع کرلیں (اس مدت میں) تو بے شک اللہ غفور رحیم ہے۔

جن باتوں جس کی کرنا ہے ثنا
مرتے دم تک اس کی مدحت کیجیے
(صلے اللہ علیہ وسلم)

ظہار

اسلام سے پیشتر اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ماں، بہن وغیرہ حرمت والے رشتے سے نسبت دے دیتا یعنی یوں کہہ دیتا کہ تو میری ماں کے برابر ہے تو بیوی اس مرد پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے حرام ہو جاتی حالانکہ اس میں عورت کا کچھ قصور نہ ہوتا بس باہمی گفتگو میں گرم کلامی پر مرد اس کو ماں، بہن کہہ بیٹھتا۔ اسلام نے اس کو جہالت پر مبنی قرار دیا۔ اور فرمایا اس سے طلاق نہیں ہوتی فقط مرد کو کفارہ ادا کرنا پڑتا ہے۔

واقعہ یوں ہوا کہ خولہؓ بنت ثعلبہ کو اس کے خاوند اوسؓ بن صامت نے یہ کلمہ کہہ دیا کہ " اَنْتِ عَلَیَّ کَظَھْرِ اُمِّیْ " تو میری ماں کی پیٹھ کیطرح مجھ پر حرام ہے (عرب بوجہ شرم شرمگاہ کا نام نہ لیتے تھے اسکی جگہ پیٹھ بولتے تھے) خولہ کی اولاد تھی اور اپنے خاوند سے پیار بھی کرتی تھی۔ وہ سخت پریشان ہوتی اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ فیض گاہ میں حاضر ہوئی اور واویلا کیا۔ اپنی داستانِ غم بیان کرکے خوب روئی۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب رحمتِ دو عالم کے صدقے میں اس مسئلہ میں بھی تخفیف فرما دی۔ سورۃ مجادلہ کی آیات نازل ہوئیں۔

"اللہ تعالےٰ اس عورت کی بات کو سُن لیا ہے جو اپنے خاوند کے بارے میں آپ سے جھگڑ رہی ہے۔ اور اللہ کے حضور شکوہ و شکایت کرتی۔ اے محبوبؐ! اللہ آپ کے اور اس عورت کے سوال و جواب سُن رہا ہے کیونکہ وہ سمیعؐ علیم ہے۔ لوگوں میں سے جو اپنی عورتوں سے ظہار کرتے ہیں کہ وہ انکی مائیں ہیں۔ حقیقتاً وہ انکی مائیں نہیں ہیں۔ ضرور وہ جھوٹی اور بے ہودہ بات کہتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالےٰ معاف کرنیوالا ہے۔ جو لوگ تم میں سے اپنی عورتوں سے ظہار کریں پھر اپنی بات سے پھرنا چاہیں فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِّن قَبْلِ أَن يَتَمَاسَّا تو ہاتھ لگانے سے قبل ایک بردہ یا لونڈی آزاد کریں اس (کفارہ) سے انکے لیئے ایک نصیحت ہے (تاکہ وہ آئندہ ایسی بے ہودہ بات نہ کریں) اور اللہ تعالےٰ تو تمہارے کاموں کو جانتا ہے۔ پس جو کوئی بردہ آزاد کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ قرب سے قبل دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے اور جس میں یہ طاقت بھی نہ ہو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ یہ اس لیئے ہے کہ تم اللہ اور اسکے رسولؐ کی پوری پوری تصدیق کرو۔ یہ اللہ تعالےٰ کی حدیں ہیں۔ (اور جو کفارہ دیئے بغیر بیوی کے پاس چلے جائے یا اُسے قطعی طلاق ہی سمجھ بیٹھیں) تو ایسے نافرمانوں کے لیئے دردناک عذاب ہے۔"

(پ ۲۸ سورہ مجادلہ آیت ۱ تا ۴)

لہٰذا اوس بن صامت نے کفارہ ادا کر کے اپنی بیوی کو قربت بخشی۔ ان دونوں کے صدقہ میں رحمۃ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیامت تک کے لیئے بذریعہ قرآنی حکم عورتوں پر اس ظلم کا خاتمہ کر دیا۔

کیا کیا میں اس کی نعمت کا کروں بیاں — ربِّ کریم ہے ہم پہ کتنا مہرباں
حواؑ کی بیٹیو اسلام سے کنارہ نہ کیجیو — حدودِ خانہ سے باہر قدم اپنا نہ کیجیو

☆

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد!

سابقہ صفحات پر قرآن کی رُو سے جو احسانات عورت پر کیئے گئے تھے انکا بیان ہوا۔ یعنی پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اللہ تعالےٰ کے دربار سے عورت کو یہ عظمتیں اور آسانیاں بخشیں۔ اب مختصر سادہ کلمات لکھے جاتے ہیں جو سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے از خود عورت کو تفویض کیے۔

فَاتَّقُوا اللّٰہَ فِی النِّسَآءِ فَاِنَّکُمْ اَخَذْتُمُوْھُنَّ بِاَمَانِ اللّٰہِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَھُنَّ بِکَلِمَۃِ اللّٰہِ وَلَکُمْ عَلَیْھِنَّ اَلَّا یُوْطِئْنَ فُرُوْشَکُمْ اَحَدًا تَکْرَھُوْنَہٗ فَاِنْ فَعَلْنَ ذٰلِکَ فَاضْرِبُوْھُنَّ ضَرْبًا غَیْرَ مُبَرِّحٍ۔

"(لوگو) اپنی بیویوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ خدا کے نام کی ذمہ داری سے تم نے انکو بیوی بنایا۔ خدا کے حکم سے تم نے انکا جسم اپنے لئے حلال بنایا۔ تمہارا حق عورتوں پر بس اتنا ہے کہ تمہارے بستروں پر کسی غیر کو نہ آنے دیں کہ تم اس کو پسند نہیں کرتے۔ لیکن اگر وہ ایسا کریں (یعنی غیر مرد سے لگاؤ رکھیں)، تو تم انکو خوب مارو جو نمودار نہ ہو۔

وَلَھُنَّ عَلَیْکُمْ رِزْقُھُنَّ وَکِسْوَتُھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔

عورتوں کا تم پر حق یہ ہے کہ تم انکو اچھی طرح کھلاؤ اور اچھی طرح پہناؤ۔
(خطبہ حجۃ الوداع)

عورت سے اسکے مزاج کیمطابق گفتگو کرو

"عورت کو ایسا سمجھو جیسے پسلی کی ہڈی۔ اس ہڈی کو اگر سیدھا کرنا چاہو گے تو توڑ بیٹھو گے اور اگر اس سے کام لینا چاہو گے تو وہ ٹیڑھے پن ہی کا کام دے گی۔" (بخاری شریف)

یعنی عورت کا مزاج فطری طور پر ٹیڑھا ہے۔ اس پر جبر نہ کرو جب دیکھو اس وقت یہ کسی ایسی بات پر رضامند نہیں جو تم تو کرنا چاہتے ہو تو معاملہ دوسرے کسی وقت پر چھوڑ دو۔ اس وقت وہ ضد پر قائم ہے۔ جب اسکا مزاج سرد ہو جائیگا خود تمہاری بات تسلیم کر لے گی۔ اور اگر! یا زمانہ کے حالات اسے مجبور کر دیں گے کہ تمہاری بات تسلیم کرلے اس وقت اپنی غلطی کو تسلیم کر لے گی۔ اور اگر ابھی اسکو اپنی بات منانا چاہو گے تو یہ قطعاً نہیں مانے گی۔ جب بات نہیں مانے گی تو الجھاؤ پیدا ہوگا۔ جس میں خطرات ہی خطرات ہیں۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ تم طیش میں آگر طلاق کا لفظ منہ سے نکال بیٹھو جو دونوں کے لیئے ہی نہیں بلکہ معاشرہ کے لیئے نقصان دہ ثابت ہو۔

عورت گھر کی مالکہ ہے

زمانۂ جہالیت میں عورت کا کوئی مقام گھر میں نہ تھا۔ لونڈی کی طرح اپنی زندگی بسر کرتی تھی۔ مرد جب چاہتا عورت کو گھر کی چار دیواری سے باہر نکال دیتا۔ جوئے میں ہار دیتا طلاق دے دیتا۔ جہاں پیغمبر اسلام ؐ نے اس کے بہت سے حقوق کی حفاظت فرمائی اور بہت سے حقوق اسے مزید عطا فرمائے وہاں یہ بھی ارشاد فرمایا:-

اَلْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ (بخاری)

عورت اپنے شوہر کے گھر میں اور شوہر کی اولاد پر حکمران ہے۔

اس سے زیادہ اور کیا اس کو مقام دیا جا سکتا ہے۔ بس اسی پر ہم اپنا مضمون ختم کرتے ہیں۔ اب یہ مالکہ ہے۔ اس کو اپنے حقوق کی، جو اسے پیغمبر اسلام ؐ نے عطا فرمائے حفاظت کرنی چاہیئے۔ مبادا یہ اپنی نادانی اور عزیزوں کی باتوں میں آکر اپنے حقوق خود پامال کر بیٹھے اور پھر ہاتھ ملتی رہ جائے۔

اے صنفِ نازک! پیغمبر اسلام ؐ کا احسان تسلیم کر۔ آپ نے تجھے تیرے خاوند

کے گھر اور آمدنی کی مالکہ بنایا ہے۔ تو گھر کی چار دیواری کو پھاند کر باہر نکلنے کی کوشش نہ کر۔ مغرب کی جانب دیکھ کر خود کو کہیں ملازمہ نہ بنا لینا۔ پھر تمہارا مقام نہ گھر ہوگا نہ باہر۔ ایک آوارہ گیند کی طرح (جو سرِ راہ پڑی ہو جسے جو چاہتا ہے ٹھوکر لگاتا ہے آخر وہ پھٹ جاتی ہے اور اسکا پھٹا ہوا ڈھانچہ کہیں دُور پڑا ہوتا ہے کوئی اس کی طرف التفات بھی تو نہیں کرتا) نہ بن جا، اللہ اور اسکے رسولؐ کا دامن تیرے ہاتھ سے نہیں چھوٹنا چاہیئے۔ تو اپنی اکابرات، ام المسلمین سیدہ ہاجرہ، سیدہ سارہ سیدہ خدیجہ، سیدہ عائشہ، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہن کی سیرت کو اپنا کر اس گھر کی مالکہ ہی نہیں بلکہ جنّت کی مالکہ بن جا۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ط

آمین

عورت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا مقام دیا؟

آج کی عورت جن کا کردار اپنا رہی ہے انکے راہنماؤں کے تخیلات ملاحظہ فرمائیں

۱۔ جی۔ ڈبلیو لائیٹنر کہتا ہے :۔

"پیغمبر اسلامؐ نے عورت کی حیثیت تبدیل کر دی وہ جو خود ملکیت سمجھی جاتی تھی، اسے صاحب حیثیت بنا دیا آپؐ نے اسے وراثت میں حصے کا حق دار بنا کر قانون بنایا جو عورت کے لیئے دنیا میں اپنی نوعیت کے لیئے پہلا قانون تھا۔"

۲۔ ایس۔ پی۔ سکاٹ کہتا ہے :۔

"صرف (حضرت) محمد (صلے اللہ ہی وسلم) ہی واحد قانون عطا کرنے والے ہیں جنہوں نے دنیا میں پہلی بار طبقہ اناث کے لیئے قانون وضع کیئے اور انکے حقوق کو تحفظ فراہم کیا۔ عورت کو اس سے پہلے مردوں کی "پدری سماج" نے بے آسرا بنا دیا تھا۔ معاشی اعتبار سے اس معاشرے میں اس کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ (حضرت) محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے ایسے قوانین بنائے اور نافذ کیئے کہ تعدد ازواج کو محدود کر دیا۔ عورت کو ورثے میں حصہ دلوایا۔"

۳۔ مارگیولتھ کہتا ہے :۔

دور جہالت کے عرب تو ایک طرف رہے، عیسائیت اور ہندو مت میں بھی یہ تصور تک نہ کیا جاتا تھا کہ عورت بھی صاحب حیثیت اور صاحب جائیداد ہو سکتی ہے۔ یہ مذاہب عورت کو اس کی اجازت ہی نہ دیتے تھے کہ وہ مرد کیطرح معاشی اعتبار سے خوشحال ہو سکے۔ عورت کی حقیقی حیثیت ان مذاہب، تقاضوں اور معاشروں میں ایک باندی کی سی تھی جو مرد کے رحم و کرم پر اپنی زندگی بسر کرتی

تھی۔ (حضرت) محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے عورت کو آزادی عطا کی۔
خود مختاری دی اور اسے خود اعتمادی سے جینے کا حق دیا۔"
(بشکریہ اُردو ڈائجسٹ شمارہ مئی ۱۹۸۹ء رحمتہ اللعالمین نمبر حصہ دوم)

محترمہ! اپنے ہی دین کی طرف واپس لوٹ آیئے۔ آپ کیلئے دُنیا و آخرت کی بہتریاں دینِ اسلام میں ہی ہیں۔ غیر بھی آپ کو اسی دین پر رہنے کا مشورہ دے رہے ہیں۔

باب چہارم

میدانِ حیا میں مرد و عورت برابر نہیں

انسان کی فطرت ہے کہ جب اُسے ذلالت سے نکال کر عزت کی منزل کیطرف لایا جاتا ہے تو پھر اس کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ میں بامِ عروج پہ پہنچ جاؤں، یہی اس کی وہ خامی ہے جو اس کو دوبارہ بحرِ ذلالت میں مستغرق کر دیتی ہے اور پھر کبھی بحرِ عظمت کے کنارے پر بھی نہیں پہنچ سکتا۔ سب سے بہتری اسی میں ہے کہ جو اللہ تعالےٰ نے اس کو مقام بخشا، اسی پر شاکر رہے۔ یا یہ کہ جو مقام اللہ نے اس کو ودیعت کیا ہے لیکن اہل دنیا نے چھین لیا ہے اس کے حصول کے لیے کوشاں رہے۔ اپنے اصل مقام سے جب بڑھنے کی کوشش کرتا ہے تو نقصان اٹھاتا ہے، اور اللہ تعالےٰ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ۔

بیشک اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو قطعاً پسند نہیں کرتا،

جو حدود کو پھلانگنے والے ہوں۔

حضرت سیدنا موسیٰ وَعَلیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مرتبہ باہر تشریف لے جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک شخص کو دیکھا جو گھوڑے پر سوار تھا۔ خداوند عالم سے عرض کی "الٰہی میں تیرا نبی و رسول ہوں، تو نے مجھے اپنے کلام سے سرفراز فرما کر کلیم اللہ کا خطاب عطا فرمایا۔ لیکن تعجب ہے کہ یہ عام شخص گھوڑے پر سوار ہے اور میں تیرا رسول و کلیم ہوتے ہوئے پیدل ہوں"۔ بس یہ ایک بات تھی جو آپ کے دل میں آئی۔ اصل میں یہ اُمت کے لیئے تعلیم ہے۔ نبی کی ہر بات اور ہر فعل اُمت کے لیئے تعلیم ہوتا ہے نہ کہ نبی کے علم نقص پر دال (نعوذ باللہ)۔ جو ایسے واقعات پڑھ

کہ نبی کی شان میں زبان دراز کرتے ہیں وہ اضعف الایمان ہیں ؎
ذکر رو کے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

آپ چند قدم آگے بڑھے ہونگے کہ ایک لنگڑے کو دیکھا جو بڑی مشکل سے چل رہا تھا۔ وہیں حضرت موسیٰ اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوگئے اور مناجات کہنے لگے "الٰہی تیرا شکر ہے، تو نے مجھے صحیح و سالم ٹانگیں عطا فرمائیں"۔

سرکارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:۔

"ہمیشہ اپنے سے نیچے کی طرف دیکھو"۔

مسلّمہ امر ہے جب انسان زمین پر نہیں دیکھتا بلکہ آسمان کی جانب دیکھ کر چلتا ہے، چارشا نے چت زمین پر گر کر چوٹیں کھا کر زخمی ہو جاتا ہے یہی حال زندگی کے میدان میں اس شخص کا ہے جو اپنے اوپر کے لوگوں کو دیکھتا ہے پھر ترقی تو نہیں کر سکتا بلکہ اور زیادہ ذلیل و خوار ہوتا ہے۔

اللہ اور اسکے محبوبؐ نے عورت کو باعزت مقام عطا فرمایا۔ ذلالت کے گڑھے سے نکال کر عظمت عطا فرمائی۔ گھر کی مالکہ بنایا لیکن یہ اپنے مقام کو چھوڑ کر اب کسی دوسرے راستے پر چلنا چاہتی ہے۔ جس میں عمیق و تاریک گڑھے ہی گڑھے ہیں۔ قرآن و حدیث سے چند تمثیلات پیش کی جاتی ہیں۔ شاید یہ اپنے مقام پر سٹینڈ ہو جائے اور اعتداد کی کوشش ختم کردے تاکہ اللہ تعالےٰ کی بے بہا رحمتیں اس کو پھر اپنی آغوش میں لے کر میٹھی میٹھی لوری سنائے اور اسے باغِ جناں کا پھول بنا دیں۔

اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ط

تفسیر قادری ترجمہ حسینی از حضرت علامہ حسین واعظ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ۔

مرد لوگ کارگزار ہیں تسلط پاکر اوپر عورتوں کے اور قائم ہیں اوپر انکی معیشت

کے پس رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن باپ[1] بیٹی کو آواز دی کہ واپس آؤ
اور فرمایا عورتوں پر مردوں کی فضیلت ہے اس واسطے کہ مرد ادب سکھلانے والے
اور کارفرما عورتوں کے ہیں بسبب اس چیز کے کہ تفضیل دی اور زیادتی عنایت
کی خدا نے مردوں کو عورتوں پر۔ تفضیل کمال عقل اور علم، حلم اور ذکاوت، فہم وادراک
جہاد، صوم وصلوٰۃ پوری ادا کرنے اور جمعہ جماعت اذان خطبہ اعتکاف نماز
عیدین نماز جنازہ حدود وقصاص میں گواہی اور میراث میں زیادتی کی وجہ سے
اور ایسی ہی کئی دوسری باتوں کیوجہ سے اور اس نظر سے کہ انبیاء علیہم السلام اور
آئمہ کرام مردوں سے ہیں۔ اور سب سے افضل، اکمل اور اشرف، عورتوں پر مردوں
کی فضیلت اس بات کی ہے کہ وہ اپنے مال اُن پر بطور مہر اور نان ونفقہ خرچ کرتے
ہیں۔

تفسیر حقانی از حضرت ابو محمد عبد الحق حقانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

اس سے قبل میراث میں عورتوں پر مردوں کو فضیلت دی ہے، اس
آیت میں فرمایا کہ مرد عورتوں کے سرپرست اور کارکن ہیں۔ اور نیز یہ عورتوں پر
مہر اور نان ونفقہ میں خرچ کرتے ہیں۔ مرد کو عورت پر دو طرح سے فضیلت ہے۔
ایک ذاتی فضیلت کہ جو مرد کی ذات میں خدا نے پیدا کی ہے کیونکہ
انسان کو تمام کائنات پر فخر ہے تو صرف قوتِ نظریہ اور قوت عملیہ کیوجہ سے ہے۔

---

[1] - حبیبہ زوجہ سعید بن ربیع رضی اللہ عنہا یا جمیلہ زوجہ ثابت بن قیس رضی اللہ
عنہا نے صحبت سے انکار کر کے اپنے شوہر سے بے اعتنائی برتی اور مخالفت کی
شوہر نے مضطرب ہو کر اسکے منہ پر طمانچہ مارا۔ جو رو اپنے باپ کے پاس شکایت
لے کر گئی اور اپنے باپ کے ساتھ رسول اللہ صلعم کی بارگاہ میں سارا قصہ بیان کیا۔ حضرت
نے شوہر سے قصاص لینے کا حکم فرمایا۔ باپ بیٹی دونوں قصاص کے ارادے سے
مسجد کے دروازے کی طرف چلے۔ اسی وقت حضرت جبریل ع یہ آیت لیکر نازل ہوئے (تفسیر حسینی)

چونکہ عورتوں کی سرشتیں مردوں کی نسبت قضا و قدر نے برودت رکھی ہے اور
مردوں میں حرارت جو اسکے ادراکات اور عجائب و فنون حاصل کرنے کا آلہ ہے۔ تو
اس میں بھی مرد عورتوں سے بڑھے ہوئے ہیں اور اعمالِ شاقّہ اور غیرت و شجاعت
وغیرہ سرداری کے اوصاف کا بھی سرچشمہ بھی قوت و حرارت ہے۔ اس میں بھی
مردوں کو فوقیت ہے اس لیئے آپ تاریخوں کو کھول دیکھ جایئے انبیاء، اولوالعزم
حکما باکمال، شاہان باعزو شان و دیگر کاملین کی فہرست بجز مردوں کے آپ
کو اور کوئی نظر نہ آئے گا اِلاّ شاذو نادر...... نیز قدرتی طور پر مرد اور عورت
کی بناوٹ مرد کی فوقیت کا ثبوت ہے اسی فضیلت کی طرف اس آیت میں
اشارہ ہے۔

دوسری **فضیلت** عرضی ہے۔ چونکہ عورت وسائل معاش میں بھی
قاصر ہے۔ نیز اس میں ایک شانِ محبوبیّت ہے جو اس کو مرد پہ ناز اور طلب کی
طرف برانگیختہ کیا کرتی ہے اس لئے اسکے تمام مصارف روٹی کپڑا بلکہ مہر وغیرہ
سب مرد کے ذمّہ ہے اور مرد ہی وقتاً فوقتاً اس کو اپنی کمائی سے شاد و خرم
رکھتا ہے اور عورت اس کی دست نگر رہتی ہے یہ اُسکا آقا اولی النعمت ہے۔
انہی وجوہ سے مرد کو محکمہ قضا و قدر سے سرداری کی سند ملی ہے۔

سعد بن ربیع انصاری کی روایت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی عورت کو
فرمایا۔" مرد سردار ہے ایسی باتوں میں (یعنی مرد نے اگر اصلاح کے لیئے اسکو مارا) اس
سے برابری نہیں چاہیے۔

تفسیر الحسنات از حضرت مولانا محمد احمد علاّمہ ابوالحسنات قادری رحمتہ اللہ علیہ

مرد افسر ہے عورتوں پہ اس وجہ سے کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر
فضیلت دی اور اس لیئے کہ مردوں نے ان پر اپنے مال خرچ کیئے۔ جب مرد عورتوں
پر حاکم ہیں تو انہیں لازم ہوا کہ ان کی اصلاحات کریں اور مردوں کو حق پہنچتا ہے کہ وہ
عورتوں پہ رعایا کی طرح حکمرانی کریں انکی مصالح و تدابیر اور تادیب و حفاظت میں ساعی

ہیں۔

دوسری فضیلت کہ مردوں کو عورتوں پر عقل و دانائی، جہاد و نبوت، خلاف
امامت، اذان، خطبہ، جماعت، تکبیر و تشریق، حدود و قصاص کی شہادت میں
فرمایا۔ پھر ورثہ میں دو چند حصہ کا حقدار بنایا۔ نکاح و طلاق کا مالک بنایا، تمام نسب
نسبت باپ کی طرف قائم کی۔ نماز روزہ میں کامل طور پر مرد ہی کو حق ملا۔ ایام حیض
میں عورت کی نماز اور روزہ قائم نہیں رہتا۔ ڈاڑھی اور عمامہ کے ساتھ بھی مرد
کو فضیلت ہے وَبِمَآ اَنۡفَقُوۡا فرما کر یہ بتا دیا کہ عورتوں کے نفقات جو مردوں
واجب ہیں وہ ادا کریں۔

کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن از اعلحضرت عظیم البرکت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ
"مرد افسر ہیں عورتوں پر اس لیئے کہ اللہ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی
اور اس لیئے کہ مردوں نے ان پر مال خرچ کیئے۔"

تفہیم القرآن از مولانا ابوالاعلیٰ مودودی۔
مرد عورتوں پر قوام ہیں (قوّام یا قیّم اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی فرد یا ادارے
یا نظام کے معاملات کو درست حالت میں اور اس کی حفاظت و نگہبانی کرنے اور
کی ضروریات مہیا کرنیکا ذمہ دار ہے۔) اس بنا پر کہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے
پر فضیلت دی ہے۔ اور اس بنا پر کہ مرد اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔
یہاں فضیلت بمعنی شرف و کرامت اور عزت نہیں ہے جیسا کہ ایک عام اردو خواں
اس لفظ کا لے گا بلکہ یہاں یہ لفظ اس معنی میں ہے کہ ان میں سے ایک صنف (یعنی مرد)
کہ اللہ نے طبعاً بعض ایسی خصوصیات اور قوتیں عطا کی ہیں جو دوسری صنف (یعنی عو
کو نہیں دیں یا اس سے کم دی ہیں۔ اس بنا پر خاندانی نظام میں مرد ہی قوام ہونے کی
اہلیت رکھتا ہے اور عورت فطرتاً ایسی بنائی گئی ہے کہ اسے خاندانی زندگی میں مرد کی
حفاظت و خبرگیری کے تحت رہنا چاہیئے۔

ترجمہ و تفسیر ثنائی از مولانا ثناء اللہ امرتسری (اہلحدیث)

مرد عورتوں پر حاکم (اور افضل) اس لیئے ہیں کہ اللہ نے ایک کو دوسرے پر بڑائی دے رکھی ہے (کہ مرد بہ نسبت عورتوں کے فہم و فراست میں عموماً بڑھ کر ہوتے ہیں اور وہ اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔

اللہ نے دنیا میں ہر گروہ کو دوسرے گروہ پر خاص خاص باتوں میں مزیت دی ہے اور ایسی ہی مزیت مردوں کو بھی عورتوں پر ہے، مرد عورتوں کی ضروریات معیشت کے قیام کا ذریعہ ہیں اس لیئے سربراہی اور کارفرمائی کا مقام قدرتی طور پر انہی کے لیئے ہو گیا ہے۔

ضیاء القرآن از حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب ایم اے دالازہرا بھیرہ شریف دامت برکاتہم العالیہ۔

مرد محافظ ہیں اور نگران ہیں عورتوں پر اس وجہ سے کہ فضیلت دی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے مردوں کو عورتوں پر اور اس وجہ سے بھی کہ مرد خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں سے (عورتوں کی ضرورت و آرام کے لیئے)

قوام کی تفسیر :-

کسی چیز کی ضروریات کو مہیا کرنے والے، اس کی نگہبانی اور حفاظت کرنے والے اور اس کی اصلاح و درستگی کے ذمہ دار کو عربی میں قوام کہا جاتا ہے۔ جیسے ہر فوج کا کمانڈر اور ہر مملکت کا ایک فرمانروا ہونا ضروری ہے جو نظام قائم رکھے، فوج اور رعایا اسکے حکم کی تعمیل کرے۔ اسی طرح گھر کی ریاست کا بھی ایک حاکم اعلےٰ ہونا ضروری ہے۔ جو گھر کی تمام ضروریات کا کفیل اور اس کی خوشحالی کا ذمہ دار ہو اور اسکے احکام کی اطاعت کی جائے ورنہ گھر کی مختصر مگر اہم ریاست کا سکون و اطمینان برباد ہو کر رہ جائے گا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ ذمہ داری کس کو سونپی جائے اور اس بار گراں کو اٹھانے کی بہترین صلاحیت کس میں ہے۔ اسکے دو ہی امیدوار ہیں،

ماں اور باپ

قرآن حکیم نے باپ کو اس ذمہ داری کا اہل قرار دیا ہے اور ساتھ ہی وجہ بھی بتا دی ہے

کہ اس میں دو خوبیاں ہیں ،

ایک وہبی   دوسری کسبی

انہیں کے باعث وہ گھر کی مملکت کا رئیس مقرر کیا گیا ہے ۔ پہلی خوبی تو یہ ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا ۔ مرد اپنی جسمانی قوت ، ذہنی برتری معاملہ فہمی اور دور اندیشی میں بلاشبہ بلند ہے ۔ اس چیز کو قرآنِ مجید نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے ۔

بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۔

اور مرد کی دوسری خوبی یہ ہے کہ بیوی بچوں کو جملہ خراجات اور انکے آرام و آسائش اور انکی حفاظت و حیانت کی تمام ذمہ داری اس پر عائد ہوتی ہے ۔ اس کا قرآنِ حکیم نے وَبِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ۔ میں ذکر فرمایا ۔ اس لیے اپنی فطری اور کسبی برتری کے باعث مرد ہی اس امر کا مستحق ہے کہ وہ گھر کی ریاست کا امیر ہو ۔

مرد کے گھر میں عورت کا مقام

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۔

(پ ۵ ، النسآء ، آیت ۳۴)

نیک عورتیں اطاعت گزار ہوتی ہیں ، اللہ کی حفاظت سے (مردوں کی غیر حاضری میں اپنی حفاظت کرنے والیاں ہوتی ہیں ۔ جن عورتوں سے تمہیں اندیشہ ہو نافرمانی کا تو پہلے (نرمی سے) انہیں سمجھاؤ ۔ اور پھر اپنی خواب گاہوں سے الگ کر دو ۔ (اور پھر اگر باز نہ آئیں) ، تو انکو مارو ۔ (معلوم ہوا عورت تابعہ ہے)

نیک عورتوں کی صفات بیان فرمائیں کہ وہ فرمانبردار ہوتی ہیں ۔ نیز حضور علیہ الصلٰوۃ

رشاد فرمایا :-

"بہترین بیوی وہ ہے جسے جب تو دیکھے مسرور ہو جائے اسے حکم دے
تو تیری اطاعت کرے اگر تو کہیں باہر جائے تو وہ اپنی عصمت اور تیرے
مال کی حفاظت کرے۔" (ابن جریر)

معلوم ہوا اسلام میں بیوی کا معیار بہت بلند ہے۔ کس قدر خوش نصیب ہے
جس کی رفیقۂ حیات ان اوصاف سے متصف ہو۔

لیکن ضروری نہیں کہ تمام عورتیں اسی معیار کی ہوں۔ بعض ایسی بھی ہیں جو
اج اور کج سرشت ہوتی ہیں۔ انکی اصلاح کا طریقہ مرد کو تعلیم فرمایا۔ جو عورت
عزدر خاوند کی اطاعت سے سرتابی کرتی ہیں اسکو تشوز کہتے ہیں۔ خوف سے
ہم وگمان نہیں کہ صرف وہم کی بناء پر عورت کو کسی قسم کی تکلیف دی جائے بلکہ علم و
ہے (قرطبی) یعنی اگر تمہیں انکی نافرمانی کا علم ہو جائے تو پہلے غصہ سے بے قابو ہو کر
ں اقدام کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ فرمایا فَعِظُوهُنَّ پہلے انہیں نرمی سے سمجھاؤ۔ اگر
ا عورت پر اثر نہ ہو تو دوسرا قدم اٹھاؤ۔ انکو ہم بستری کا شرف نہ دو۔ پیار و محبت
ت نہ کرو۔ وہ عورت جو شریف النفس ہے اس دوسرے اقدام سے اپنی اصلاح
گی۔ اور خاوند کی فرمانبرداری میں آجائے گی۔ لیکن یہ طریقہ کار بھی مفید ثابت نہ
پھر اس کو مارنے کا حکم دیا ۔۔مار گائے بھینس جیسی نہیں بلکہ ہلکی پھلکی مار جس
زیادہ چوٹ نہ آئے (ابن عباسؓ)

اگر عورت اپنی سرکشی سے باز آجائے تو قرآن مجید نے مرد کو حکم دیا ہے کہ وہ
مام غلطیوں کو بھول جائے اور ان پر کسی قسم کا ظلم اگرچہ وہ زبان سے ہو (یعنی
لطیوں کا اسکے سامنے یا کہیں اور تذکرہ نہ کرے) اگرچہ مرد کو بلندی عطا فرمائی
تنبیہ بھی کر دیا ـــــــ خبردار تیری برتری عارضی ہے جو
تمہارے معاشرہ کی اصلاح کے لیے رکھی گئی ہے حقیقتاً
اللہ تعالیٰ عظمت و کبریائی میں سب سے بالا سب سے بڑا ہے۔ (فافھم)

شہادت

دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کے برابر ہے۔

وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا
رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ
اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى ط۔

"دو گواہ کر لو اپنے مردوں میں سے، اور اگر دو مرد نہ ہوں، تو ایک مرد
اور دو عورتیں ایسے جن سے تم راضی ہو، اگر ان میں بھولے ایک عورت تو
دوسری یاد کرا دے" (ترجمہ الحسنات)

وَامْرَاَتٰنِ اس لیئے فرمایا کہ ایک عورت کی گواہی مقبول نہیں اور نہ ایک کی شہادت
جائز ہے۔ اور جب تک شہادت میں ایک مرد نہ ہو عورتوں کی شہادت جائز نہیں
اگرچہ عورتیں چار ہی کیوں نہ ہوں۔ شہادت میں مرد لازمی ہے۔
حدود و قصاص میں عورتوں کی شہادت اصلاً معتبر نہیں۔ ان امور میں
مردوں کی شہادت ضروری ہے۔ اسکے علاوہ لین دین میں دو عورتوں اور ایک مرد
کی گواہی مقبول ہے۔

اور ہاں جن امور پر مرد مطلع نہیں ہو سکتے مثلاً بچہ جننا، باکرہ ہونا، نسوانی عیوب
اس میں ایک عورت کی شہادت بھی مقبول ہے۔
(تفسیر الحسنات بحوالہ تفسیر مدارک، احمدی)

مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ سے یہ مُراد ہے کہ ایسے گواہ لو جن کا عادل
ہونا تمہیں معلوم ہو۔ جنکے صالح ہونے پر تمہیں اعتماد ہو۔ (تفسیر الحسنات)
نسوانی امور میں بھی ایک عورت کی گواہی اس وقت مقبول ہے جبکہ وہ ثقہ
اور عادلہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ اس گواہی میں کسی خاندان کو تباہ کر دے۔ (چشتی)
معلوم ہوا عورت، مرد کی مدِ مقابل نہیں۔

عدت

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ

اور جو لوگ فوت ہو جائیں تم میں سے اور چھوڑ جائیں بیویاں تو وہ بیویاں انتظار کریں چار مہینے اور دس دن۔ (یعنی ۴ ماہ ۱۰ دن دوسرا نکاح نہ کریں)

یہاں اُن عورتوں کا بیان ہے جنکے خاوند فوت ہو جائیں اور وہ حاملہ نہ ہوں۔ کی عدت وضع حمل ہے یعنی جس وقت وہ بچہ جنے گی عدت ختم ہو جائے گی کا تذکرہ سورۃ الطلاق میں موجود ہے۔

اگر خاوند کے مرنے کے بعد بیوی حاملہ نہ ہو تو اس کا یہ حکم ہے جو آیت میں ہے ہوا۔

اور آئسہ (جسے حیض آنا بند ہو چکا ہے اس کی عمر ۵۵ سال ہے) اسکی عدت علیحدہ بیان ہے۔ اس کی عدت صرف تین ماہ ہے۔ یہ بھی سورۃ طلاق میں ہے۔

(تفسیر الحسنات)

عدت کی مزید پابندیاں ہیں صرف یہی نہیں کہ نکاح نہ کرے بلکہ احادیث کے مطابق کئی دوسری چیزوں سے بھی پرہیز لازمی ہے یعنی عدت کے اندر ن اور ریشمی لباس نہ پہنے، خوشبو نہ لگائے، مہندی اور دیگر آرائش سے اجتناب، اپنا مسکن نہ چھوڑے بلکہ اپنے متوفی خاوند کے گھر ہی ٹھہرے۔ (ہاں ضروری رض سے دن کو گھر سے نکل سکتی ہے رات باہر نہیں ٹھہر سکتی، بلا ضرورتِ شاقہ ائے کسی سے جدید نکاح کے لئے گفت و شنید نہ کرے۔

(تفسیر الحسنات، ضیاء القرآن)

مسلمانوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ عدت وفات گزارنے والی عورت سے صراحتہً

نکاح کرنے کا تذکرہ نہ کریں، غم واندوہ کی ان گھڑیوں میں جب کہ ایک گھر بے چراغ
چکا ہے۔ تمہارا جشنِ شادی منانے کی طرح ڈالنا کتنا معیوب ہے۔ اور اس مرحوم
کے ساتھ کتنی بے انصافی ہے کہ ابھی اسکا کفن میلا نہیں ہوا اور تم اس کی بیوی کو
شادی کا پیغام بھیجنے لگے ہو، ہاں پردہ داری سے اگر تم اس کا اظہار کر دو تو اس میں
کوئی حرج نہیں۔ (یہ شاید اس لیئے حکم دیدیا تاکہ عورت اپنے مستقبل کو تاریک دیکھ
زیادہ غم میں نہ ڈوب جائے۔ جب اسے پیغامِ نکاح خفیہ مل جائے تو اس کی ڈھارس
بندھ جائے گی (چشتی) اور بہتر یہ ہے کہ پیغامِ نکاح کی یہ بات تمہارے دلوں
میں رہے اور زبان پر نہ آنے پائے۔

(ضیاء القرآن)

علاوہ ازیں مرد
تین دن سوگ کرکے

دوسری عورت سے نکاح کر سکتا ہے۔ یہ اس لیئے کہ عورت کے بغیر گھر کا
اندرونی نظام چلنا بہت مشکل ہے۔ مرد پر قرآنِ مجید میں کوئی پابندی نہیں لگائی کہ
بیوی کے مرنے کے بعد کس قدر سوگ منائے۔ تین دن تو سوگ ضروری ہے اس کے بعد
جب وہ مناسب سمجھے نکاح ثانی کرلے۔

دلیل:-

حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا انتقال ۱۰ رمضان سنہ ۱۰ نبوی
ہوا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا نکاح شوال سنہ ۱۰ نبوی کو سیدہ عائشہ صدیقہ
سے فرمایا یعنی تقریباً ایک ماہ بعد۔

(سفینۃ الاولیاء۔ رحمۃ للعالمین۔ شریف التواریخ)

عورت کو نبوت نہیں۔
عورت مکمل روزے رکھنے کی (بوجہ حیض و نفاس) مجاز نہیں۔
عورت مکمل نمازیں (بوجہ حیض و نفاس) پڑھ نہیں سکتی۔

اسکے علاوہ اور بہت سی بے چاری عورت کی کمزوریاں ہیں۔ مثلاً
عورت کو خلافت نہیں۔
عورت اولاد کی وارث نہیں۔
عورت زور آور کام نہیں کر سکتی۔

(وغیرہ وغیرہ)

☆

باب پنجم

تفسیر آیت

برابر کے حقوق کیا ہیں

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

(بقرہ - رکوع ۲۸)

ترجمہ و تفسیر

اور عورتوں کے واسطے مردوں پر حقوق مانند اون حقوق کے ہیں - جو مردوں کو ان پر ہیں - ساتھ اچھی طرح نباہ کرنے اور خوشی سے گذران کرنے کے۔

— مرد کا حق عورت پر یہ ہے کہ عورت اس کی فرمانبرداری کرے اور اسکی عزّت و ناموس کا خیال رکھے، پاکدامنی اور حفاظت سے قدم باہر نہ نکالے۔

= عورت کا حق مرد پر یہ ہے کہ مرد بہت اچھی طرح اسکے ساتھ عمر بسر کرے اور علم دین میں سے جو کچھ درکار ہو اُسے سکھائے، اور مردوں کو ہے عورتوں پر زیادتی اور بلندی، اس سبب سے کہ ان پر مہر ہے اور نفقہ اُن سے ملتا ہے یا میراث کی وجہ سے کہ مرد عورتوں سے دونا لیتے ہیں یا طلاق اور رجوع کے سبب سے کہ اسکا اختیار مردوں ہی کو ہے۔ اور حقائق نجمیہ میں لکھا ہے کہ نبوّت اور کمال ولایت کی وجہ سے مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ مرد تو بہت کامل ہوئے ہیں اگلی عورتوں میں دو ہی کامل گزریں ایک آسیہ بنتِ مزاحم (زوجہ فرعون) اور دوسری مریم بنت عمران والدہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام۔

اللہ عزت والا ہے مردوں کو عورتوں پر غالب کرتا ہے اور مردوں کو بزرگی دیتا ہے۔

(تفسیر قادری ترجمہ تفسیر حسینی)

عورتوں کے بھی ویسے ہی حقوق ہیں جیسا کہ دستور کے موافق مردوں کے حق ان پر ہیں۔ اور مردوں کو عورتوں پر فوقیت بھی ہے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے یہ جتلا دیا کہ عورت و مرد کو ایک دوسرے پر مساوی حقوق ہیں البتہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے۔ (تفسیر حقانی)

چوری کی سزا میں دونوں برابر ہیں

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوٓا أَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۔

(سورۃ مائدہ)

"اور جو مرد یا عورت چور ہو تو انکا ہاتھ کاٹو، ان کے کیئے کا بدلہ اللہ کی طرف سے سزا۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔"

چوری کرنے والا مرد ہو یا عورت، دونوں کو ایک سی سزا دی جائے گی۔

زناکاری میں دونوں کی سزا برابر ہے

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللّٰهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۔ (سورۃ النور آیت ۲)

"جو عورت بدکار ہو اور جو مرد تو ان میں ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے اللہ کے دین میں اگر تم ایمان لاتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر۔ اور چاہیئے کہ انکی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو۔"

(کنز الایمان)

کوڑوں اور رجم کی سزا مرد و عورت دونوں کو برابر ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ کوڑے مارتے وقت مرد کی صرف تہبند رکھی جاتی ہے باقی سب کپڑے اتار دیئے جاتے ہیں اور عورت کے کپڑے نہیں اتارے جاتے۔ معاشرہ میں پاکیزگی پیدا کرنے کے لیئے یہ سزا رکھی گئی تاکہ سزا سے ڈر کر کوئی جرم کرنے کی جسارت ہی نہ کرے۔

اعمال میں دونوں کو ثواب برابر ہے۔

حضرت اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا جب اپنے شوہر حضرت جعفر طیّار بن ابی طالب رضی اللہ عنہا کے ساتھ حبشہ سے واپس آئیں تو ازواجِ نبی کریمؐ سے مل کر انہوں نے دریافت کیا کہ کیا عورتوں کے باب میں کوئی آیت نازل ہوئی ہے؟ انہوں نے فرمایا نہیں تو انہوں نے حضور سیدِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضورؐ عورتیں بڑے ٹوٹے میں ہیں کہ انکا ذکر خیر کے ساتھ ہوتا ہی نہیں جیسا کہ مردوں کا ہوتا ہے تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور انکے دس مراتب عورتوں کے ساتھ بیان کیئے گئے۔

(تفسیر خزائن العرفان)

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ[۱] وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ[۲] وَالْمُؤْمِنٰتِ

بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومنہ عورتیں

وَالْقٰنِتِیْنَ[۳] وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِیْنَ[۴] وَالصّٰدِقٰتِ

اور فرمانبردار اور فرمانبرداریں اور سچے اور سچیاں

وَالصّٰبِرِیْنَ[۵] وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ[۶] وَالْخٰشِعٰتِ

اور صبر والے اور صبر والیاں اور عاجزی کرنیوالے اور عاجزی کرنیوالیاں

وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ

اور خیرات کرنے والے اور خیرات کرنیوالیاں روزہ رکھنے والے اور روزہ رکھنیوالیاں

وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا

اور اپنی پارسائی نگاہ رکھنے والے اور نگاہ رکھنیوالیاں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے

وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝

اور بہت یاد کرنیوالیاں ان سب کیلئے اللہ نے بہت بخشش اور ثواب تیار کر رکھا ہے

سورہ الاحزاب آیت ۳۵ (کنز الایمان)

مرد اور عورت دونوں کو اللہ اور اسکے رسول کا فیصلہ تسلیم کرنا چاہیے

مرد ہو یا عورت، ہر ایک پر لازم ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اتباع کرے انکے حکموں کو قبول کرے دونوں میں سے ایک بھی سستی کرے گا تو معاشرہ میں اصلاح کی بات قائم نہیں رہ سکتی۔ مسلمان کی زندگی وہی ہے جو اوپر والی آیت میں بیان ہوئی۔ میاں مسلمان ہے تو بیوی بھی مسلمان ہو۔ مرد فرمانبردار ہے تو عورت بھی فرمانبردار ہو۔ مرد روزے رکھتا ہے تو عورت بھی روزے دار ہو۔ مرد پارسا ہے تو عورت بھی پارسا۔ یعنی دونوں میں وہ تمام صفات ہونی چاہئیں جو بیان ہوتیں اگر آج ہمارے مرد و عورت اس آیت کو اپنا زیور بنالیں تو سبحان اللہ! پھر وہی دور صدیقی و فاروقی، عثمانی و حیدری لوٹ آئے گا۔ اس لیئے لازم ہوا کہ دونوں اللہ اور اسکے رسول کا حکم مانیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۔

(سورۃ الاحزاب)

اور نہ کسی مسلمان مرد اور کسی مسلمان عورت کو (حق) پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرمائیں تو انہیں اپنے معاملے کا کچھ اختیار ہے (کنز الایمان)

یعنی اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم کے سامنے کسی کو اپنے معاملہ کا کچھ اختیار نہیں فوراً اللہ اور اسکے رسولؐ کے سامنے گردن جھکانی پڑے گی اور اگر ذرا بھی تامّل کیا تو سمجھ لو دنیا و آخرت دونوں برباد ہو گئیں۔

آج کے دور میں عجب حال ہے۔ مرد و عورت کی الگ الگ راہیں ہیں۔ عورت پارسا ہے تو مرد شراب نوش، زانی، جوا باز۔ مرد نیکو کار ہے تو عورت نماز کے قریب نہیں جاتی۔ ہزار سر پٹکو ایک تنکا برابر اپنی راہ سے اِدھر اُدھر ہٹنے کو تیار نہیں۔

ذرا اپنے ایمان سے کہنا کہ کوئی مرد یہ چاہتا ہے کہ اس کے سامنے اس کی عورت کسی کے پاس چلی جائے۔ قطعاً نہیں۔ کٹ مرے گا۔ کیا کوئی عورت یہ برداشت کر سکتی ہے کہ اس کے سامنے اسکا مرد دوسری عورت کر لے۔ اگرچہ جائز ہے لیکن عورت اپنی سوکن کو برداشت نہیں کرتی۔ پھر اس دن کیا ہوگا جب مردوں سے عورتیں چھین کر دوسرے مردوں کو دے دی جائیں گی۔ اور عورتوں کو مردوں سے الگ کر کے ان کو دوسری عطا کی جائیں گی۔ کیونکہ یہاں تو تم نے اللہ اور رسولؐ کی نافرمانی کر کے نیک اور بد کو ملا دیا لیکن اللہ تعالےٰ تو تمہارے اصول کو قائم نہیں رکھے گا۔ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ۔ اللہ تعالےٰ کی باتیں نہیں بدلتیں۔

اے میرے بھائیو! اے میری بہنو!

دونو نیک ہو جاؤ تاکہ قیامت میں تمہارا رشتہ قائم رہے مبادا تمہیں علیحدہ علیحدہ کر دیا جائے۔

آخر مرد کو بڑائی کیوں؟

اللہ رب العزت نے مرد کو بڑائی عطا فرمائی اور عورت کو اس کے تابع کیا۔ اس میں ایک بہت بڑا فلسفہ ہے۔ اگر دونوں کو ایک سے حقوق عطا کر دیئے جاتے تو نظامِ قدرت قائم نہ رہتا۔ جس طرح ساری کائنات کا رب ایک ہے اور خود رب کائنات فرماتا ہے اگر دو معبود ہوتے تو لَفَسَدَتَا دونوں آپس میں دست بگریباں ہوتے۔ نظامِ کائنات درہم برہم ہو جاتا۔ ایک بارش برسانا چاہتا اور دوسرا سورج کی تمازت کو تیز

کرنا چاہتا، ایک کسی کے ہاں لڑکا عطا کرنا چاہتا اور دوسرا لڑکی دینا چاہتا۔ ظاہر ہے
کہ فساد برپا ہوتا۔ اسی طرح ایک ملک کا ایک ہی بادشاہ ہوتا ہے اگر دو ہو جائیں
تو ملک برباد ہو جاتے۔ گھر کی چار دیواری بھی ایک چھوٹی سی مملکت ہے اس میں
میاں بیوی حکمران ہیں لیکن درجات ایک سے نہیں رکھے بیوی کو میاں کے تابع بنا
دیا تاکہ اس مختصر مملکت کے حالات خوشگوار رہیں۔ کسی قسم کی بدشگونی پیدا نہ ہو۔ مرد
کو کمانے کی ڈیوٹی سونپ دی اور بیرونی حالات سے نپٹنے کے فرائض سونپ دیے
عورت کو اندرونی حالات کے فرائض۔ اولاد کی نگہبانی، مرد کی دولت کو جائز اور
صحیح طریقے سے خرچ کرنے کے فرائض دیدیئے۔ اس سے گھر کا ماحول بہترین بن گیا۔
شائد کبھی کسی نے ان دونوں کا الجھاؤ آپس میں دیکھا ہو تو پھر اس وقت
گھر میں سکون کی خوشگوار دولت چھن جاتی ہے۔ گھر کا ہر فرد پریشان نظر آتا ہے اسی
لیئے حکم دیا کہ عورت مرد کے تابع رہ کر زندگی بسر کرے۔

پیغمبر اسلامؐ نے مرد و عورت کو خوشگوار ماحول عطا فرمایا۔ اس پر دونوں کو
اسکے تابع اور اسکے رب کے حضور سر بسجود ہونا چاہیئے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ
وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ

باب ششم

مغرب نے عورت کو کیا مقام دیا؟

پیغمبرِ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم نے جو مقام عورت کو تفویض تھا عورت نے مغرب زدہ ہو کر وہ مقام مغرب میں عزوب کر دیا۔ مغرب میں رہنے والے لوگ مذہب عیسائیت سے تعلق رکھتے ہیں انکو اسلام سے اور پیغمبر اسلام سے عداوت تھی جہاں اور کئی مقامات پر اور کسی دوسرے مسائل میں اسلام کو ضرر پہنچانے کی کوشش ہی نہیں کی بلکہ خوب نقصان پہنچایا وہاں بیچاری عورت کو عریاں کر کے رکھ دیا۔

انگریز ہندوستان میں داخل ہوا تو ساتھ اپنی عورت کو عریاں لباس پہنا کر لایا۔ اپنا نام صاحب اور عورت کا نام میم رکھا۔ اب ذرا اگر لفظ صاحب پر بھی غور فرمائیں انگریز نے مسلمان سے پیغمبر اسلام کی عظمت چھین لی۔ اللہ تعالٰے نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارا صاحب بنایا تھا۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى مَاضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى

(پ ۲۷ سورہ النجم۔ رکوع ۱)

اس پیارے چمکتے تارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم جب یہ معراج سے اترے تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے۔ (کنز الایمان)

وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ۔ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ

(پ ۳۰ سورۃ التکویر آیت ۲۲، ۲۳)

اور تمہارے صاحب صلی اللہ علیہ وسلم مجنوں نہیں۔ اور بے شک انہوں نے اسے (یعنی جبریل امین علیہ السلام کو انکی اصلی صورت میں) روشن کنارے پر (یعنی آفتاب کے جائے طلوع پر) دیکھا۔ (کنز الایمان۔ خزائن العرفان)

اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ (پ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۴۰)

جب وہ دونوں (سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) غار میں تھے جب اپنے (صاحب) یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا۔ بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ (کنز الایمان، خزائن العرفان)

اللہ تعالیٰ نے ہمارے صاحب سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بنایا تھا اور ہم صاحب کہنے لگے کافر و مشرک انگریز کو۔ بلکہ صاحب ہی نہیں بلکہ صاحب بہادر۔ حالانکہ بہادروں کے بہادر مولائے کائنات علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں جنکا خطاب اشجع الاشجعین ہے۔ (بہادروں کے بہادر) اور فرنگی کی بیوی کو جو اسلام کا مذاق اڑا رہی تھی اور لباس عریاں پہنے تھی اس کو میم کہنے لگے۔ (میم، میڈم کا مخفف ہے جس کے معنی خاتون کے ہیں) مسلمان سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو خاتونِ جنت کہتے تھے۔

پس ہندوستان کا مسلمان اپنے صاحب (سید عالم محبوب کبریا جل وعلا صلی اللہ علیہ وسلم) اور اپنے بہادر (مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم) اور خاتونِ جنت (سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا) کو بھول گئے اور انگریز کو صاحب بہادر اور انکی بیگم کو میم (خاتون) کہنے لگے۔ یہ رسم کس نے ڈالی یہ بات پردہ ہی میں رہنے دیجئے ورنہ اور طوفان برپا ہوگا۔ بس یوں سمجھ لیجئے ؎

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

انہوں نے لٹیا ڈبو دی۔ آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کو اور دوسرے انبیاء و اولیا علیہم السلام و رضی اللہ عنہم کی شان میں یوں لکھ دیا۔

"اور یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔"

(استغفر اللہ العظیم)

لیکن یہی رہنمائے دین جب انگریز جرنیلوں کا ذکر کرتے ہیں تو صاحب بہادر کہتے

ہیں۔ استغفر اللہ العظیم۔ گویا کہ ہم نے پیغمبر اسلام کو چھوڑ کر انگریز کو اپنا ملجا و ماویٰ بنایا اور آئمہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تقلید کو کفر کہہ کر انگریز کی تقلید میں سنتِ مصطفیٰ کو قربان کر دیا۔ استغفر اللہ العظیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ مردوں نے ڈاڑھی اور مونچھ صاف کر کے خود کو صاحب اور بابو بنا لیا اور عورتوں کو انکی تقلید میں میم بنا دیا۔ عورتوں نے بال کٹوا دیئے۔ برقعہ اور چادر اتار دی۔ شلوار قمیص اتار کر جیکٹ اور نیکر پہن کر میم صاحبہ بن گئی۔ اللھم انی اعوذ بک من افعالھم و استغفر اللہ۔ مغرب کی ہر بات اپنا لی گئی۔ ہر سنتِ مصطفیٰ ترک کر دی گئی۔ جب اسلامی تہذیب کا اچھی طرح جنازہ نکال دیا بلکہ اسے دفن کر دیا اور دیکھا کہ غیور مسلمان اب بے غیرت ہو گئے ہیں۔ عصمت و عفت کی پیکر اب بے حیا ہو گئی۔ تو انہوں نے عورت کو مزید ذلیل کرنے کیلئے ایک قدم بڑھایا

مقدس عورت کو نرس بنا دیا۔ فلم میں اس سے کام کروایا۔

ہر محکمہ میں اُسے ذلیل و خوار کام سونپ دیا گیا۔

عورت کی عُریاں تصویر ہر بورڈ پر نظر آنے لگی۔

گھی کے کنستر

ریڈیو پر	پاؤڈر کے ڈبہ پر	
T.V پر	ہر چوک اور ہر موڑ پر	ریلوے سٹیشنوں پر
کپڑے پر	چائے کے اشتہار پر	صابن کے اشتہار پر
	کاپی پر	کتاب پر

یعنی زندگی کی ہر اس چیز پہ جو زندگی کے لمحہ لمحہ کام آنے والی ہے عورت کی عُریاں تصویر نظر آنے لگی اور تاہنوز نظر آ رہی ہے اور مستقبل میں اس کی بندش کے کوئی امکان نہیں۔

لیکن افسوس کا مقام ہے کہ عورت ابھی فکر کے دامن سے وابستہ نہیں ہوئی۔ وہ اپنی لُٹی عصمت کو دیکھ کر خوش ہوتی ہے۔ یہ ہے اس عورت کی بے غیرتی کا مقام۔ جس نے مغرب سے رشتہ قائم کیا۔

باب ہفتم

عورت کی موجودہ منزل

بیشتر ازیں کہ عورت کی موجودہ منزل پر اظہارِ خیال کیا جائے بہتر ہو گا کہ اس کی پہلی منزل بیان کی جائے۔

اگرچہ من قبلہ اس پر مضمون لکھا جا چکا ہے لیکن جب تک اس کی مزید وضاحت نہ کی جاتی یہ مضمون پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچتا۔ شروع ہی سے عورت ایک بلند مقام پر رہی، چند تمثیلات سے روشنی ڈالی جاتی ہے۔ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ الصلوۃ و السلام نے بحکم الٰہی ام المسلمین سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو بے آب و گیا تپتے ہوئے صحرا میں وادیٔ مکہ میں چھوڑ دیا۔ ام المسلمین نے صرف اتنی گفتگو کی کہ مجھے یہاں کیوں چھوڑا جا رہا ہے جہاں پانی کا ایک قطرہ نہیں۔ گھاس کا ایک تنکا نہیں۔ سیدنا خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام نے فقط یہ فرمایا "یہ اللہ تعالےٰ کا حکم ہے"۔ صبر و شکر کی پیکر سیدہ ہاجرہ نے اپنے لبوں کو جنبش نہ دی۔ زبان پر شکایت نہ دل میں رنجش۔ آخر انہی کی برکت سے آج مکہ کی سرزمین تمام روئے زمین سے حرمت والی مانی جاتی ہے۔ زمین کے کونے کونے سے ہر اہلِ ایمان اس زمین کو ایک نظر دیکھنے کی آرزو رکھتا ہے۔ سیدہ ہاجرہ کی سنت ادا کرتے ہوئے ہر حاجی صفا و مروہ کی سعی کرتا ہے۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو جب انکی والدہ محترمہ نے بخوفِ فرعون صندوق میں بند کر کے دریائے نیل میں ڈال دیا اور جب صندوق فرعون کے محل کے قریب پہنچا اس وقت فرعون اور اس کی بیوی حضرت آسیہ بنتِ مزاحم رضی اللہ عنہا محل کے اُوپر دریا کا نظارہ کر رہے تھے صندوق کو دیکھ کر ملازمان کو اسکے پکڑنے کے لیئے بھیجا جب اُسے کھولا تو ایک پھول سا بچہ اس میں نظر آیا۔ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا اُسی

آن دل وجان سے آپ پر عاشق ہوئیں۔ آپ کی محبت انکے لوں لوں میں بس گئی۔ آ
کو اپنی گود میں پالا۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام جب جوان ہوئے اور مدین سے
واپس آئے تو فرعون کے دربار میں اپنی نبوت ورسالت کا اعلان فرمایا تو فرعون نے آ
انکار کیا لیکن حضرت سیدنا آسیہ فوراً ایمان لے آئیں اور اپنے ایمان کو فرعون کی ہلاکت
چھپائے رکھا۔

حضرت عمران کی صاجزادی سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ مکرمہ حضر
مریم علیہا السلام نے اپنے دامن کو ہر آلودگی سے بچایا۔

اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے :-

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ
رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ
وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۔ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ
اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ
رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ۔

(پ ۲۸ سورہ تحریم رکوع ۲ آیت ۱۲-۱۱)

اور اللہ نے مسلمانوں کے لئے مثال بیان فرمائی ہے۔ فرعون کی بی بی (آسیہ
بنت مزاحم) کی جب اس نے عرض کی اے میرے رب میرے لئے اپنے
پاس جنت میں گھر بنا اور مجھے فرعون اور اسکے کام سے نجات دے
اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات بخش۔ اور عمران کی بیٹی مریم جس نے اپنی
پارسائی کی حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی طرف کی رُوح پھونکی اور اس نے
اپنے رب کی باتوں اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور فرمانبرداروں میں
ہوئی۔ (کنزالایمان)

مصر کی خاندانی عورتوں نے جب حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت
کی تو بے خودی کے عالم میں پھلوں کی بجائے اپنے ہاتھوں کو کاٹ لیا اور کہنے لگیں۔

حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ۔

(پ ۱۲ یوسف رکوع ۴ آیت ۳۱)

اللہ کو پاکی ہے یہ تو جنسِ بشر سے نہیں، یہ تو نہیں مگر کوئی معزز فرشتہ۔

(کنز الایمان)

آج کے نام نہاد علماء جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اور صرف بشر کہتے ہیں۔
ں مصر کی اس گفتگو سے سبق حاصل کریں۔ اگر زنانِ مصر کے قول میں اصلیت نہ ہوتی
ہ تعالےٰ انکا رد فرماتا۔ ؎

واہ مردو مرجاؤ ڈب ڈب زناں گیاں وَدھ آگے
ناموری دیاں پگّاں تائیں کیوں اجے داغ نہ لگے

(مولوی غلام رسول)

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے
ح کرنے کے بعد اپنی ساری دولت حضورؐ پر قربان کردی۔ آخر ایک دن وہ بھی آیا کہ
ب بنو ہاشم کے ہمراہ آپ شعب ابی طالب میں مقیم تھیں تو کئی وقت کھانا میسر نہیں
لیکن کیا مجال ذرا دل میں بھی اپنی سابقہ زندگی کا خیال کیا ہو۔ اللہ تعالےٰ کی جانب
ے وہ مقام حاصل کیا کہ اولین و آخرین کی عورتوں میں کسی کو میسر نہ آیا۔ ایک دن جبریل
یہ السلام تشریف لائے اور بارگاہِ رسالت میں عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یجۃ الکبریٰ ابھی ابھی آپکے پاس دودھ لے کر آرہی ہیں"۔ اسی وقت حضرت ام
ومنین دودھ کا پیالہ لے کر حضورؐ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں۔ جبریل امین نے عرض کیا
نکو اللہ کا اور میرا سلام دیجئے" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "اے خدیجہ!
بریل امین موجود ہیں، تم کو سلام کہہ رہے ہیں اور اللہ تعالےٰ نے بھی سلام بھیجا ہے"
رض کیا "یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جبریل کو میرا بھی سلام کہہ دیں لیکن اللہ تعالےٰ
ین کیا عرض کروں اس لیئے کہ وہ خود سلام ہے"۔

میری بہنو! یہ تھا آپ کی ماؤں کا مقام کہ اللہ اور جبریل سلام کہتے تھے۔

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا عشاء کی نماز کے بعد سر دا
میں جو سجدہ میں گرتیں تو قریب الصبح ہو جاتی۔ رو کر عرض کرتیں۔ "الٰہی! تو نے کس
چھوٹی رات بنائی ہے کہ میری طبیعت سجدہ سے سیر نہیں ہوتی کہ تیری رات خ
جاتی ہے۔"

اسلام کی بیٹیو! یہ بھی عورتیں تھیں، خاوند رکھتی تھیں، بچے رکھتی تھیں۔ تم
طرح گھریلو الجھنوں میں، جسمانی مجبوریوں میں پوری طرح شریک تھیں۔ لیکن عبادت
ذوق کتنا بلند تھا۔ تم بھی انکی سنت ادا کرو تاکہ آخری زندگی میں انکے ساتھ تمہارا ح

حضرت سیدہ رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہا کی حیاتِ پاک کا مطالعہ کرو کس قد
کی فرمانبردار بندی تھیں۔ دن کو کام کاج کرتیں رات کو اللہ کے حضور سر بسجود رہتیں۔ جب
حج کے لیئے تشریف لے گئیں تو کعبہ معظمہ آپ کے استقبال کے لیئے چل کر آیا
امام المسلمین امام حسن بصری رضی اللہ عنہ جب وعظ کے لیئے کھڑے ہوتے اور آ
پاتے تو وعظ نہ کہتے منبر سے یہ فرماتے ہوئے اتر جاتے کہ جو غذا ہاتھیوں کے
تیار کی گئی ہو چیونٹیوں کے معدہ کے قابل نہیں۔ ایک دفعہ فرمایا "اے رابعہ میر
اندر جو عبادت کا جوش و خروش اور وعظ کی دلنشینی دیکھتی ہو وہ تمہارے دل کی
کیوجہ سے ہے۔" حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ مسائل دریافت کرنے کے لیئ
کے پاس آیا کرتے تھے۔

حضرت شعدانہ ایرانی خاتون تھیں۔ آپ کی آواز بڑی شیریں تھی۔ بڑی خو
الحانی سے وعظ کیا کرتی تھیں۔ آپ کی مجلس وعظ میں بڑے بڑے عارف اور ع
شریک ہوا کرتے تھے۔ آپ اللہ تعالےٰ کی یاد میں بہت رویا کرتی تھیں۔ لوگوں
آپ سے کہا کہ آپ زیادہ رویا نہ کریں۔ مبادا آپ کی بصارت زائل ہو جائے
فرمایا کرتی تھیں کہ دنیا میں کثرتِ گریہ سے میرا نابینا ہو جانا اس سے کہیں بہت
عقبیٰ میں عذابِ دوزخ کی شدت سے میری بینائی زائل ہو۔ نیز فرمایا کرتیں جو آ
محبوب کے دیدار کے لیئے تڑپ رہی ہوں اور محبوب کا دیدار نہ ہو تو وہ آنکھیں

نے سے باز نہیں رہ سکتیں۔

حضرت عفیرہ رحمۃ اللہ علیہا کی آنکھیں کثرتِ گریہ سے جاتی رہیں تھیں۔ کسی نے
سے کہا کہ اندھا ہونا بھی کتنی مصیبت ہے آپ نے فرمایا کہ خدا کے دیدار سے
ں اس سے بھی بڑی مصیبت ہے۔

بیبیو! حضرت داراشکوہ نے اپنی کتاب مستطاب سفینۃ الاولیاء میں حضرت
رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا ہے۔ آپ حضرت شیخ سری سقطی رضی اللہ عنہ کے دور کی
عابدہ ہیں۔ میرا قلم انکے ذکر سے خائف ہے۔ حضرت تحفہ کے حالات پڑھ کر
ت صغریٰ کا نزول ہوتا ہے۔ ذرا اپنے شوہروں، بھائیوں، باپوں اور بیٹوں کی
ں سے ایک سفینۃ الاولیا خرید کر حضرت تحفہ کا حال پڑھو۔ رب کائنات کیطرف سے ایک
ہے۔ پھر ذرا اپنے گریباں میں منہ ڈال کر دیکھو کہ تحفہ نے مردوں کو راہِ ہدایت
فرمادی۔

یہ تھیں زمانہ سلف کی بیبیاں۔ انکی خاکِ کفِ پا پر مجھ سے کروڑوں مرد قربان۔
ں نہیں۔ لا واللہ لا۔ غلط غلط۔ میں نے جھوٹ بولا۔ خدا کی قسم میرے جسم کا پاکیزہ
ے پاکیزہ حصہ بھی اس قابل نہیں کہ انکی کفِ پا پر قربان ہونے کے لائق ہو۔ بیبیو تم
ت بلندی پر تھیں تمہیں کیا ہو گیا۔ تم نے قطب الدین بختیار کاکی کو جنم دیا جو تمہاری
ی برکت سے مدرسہ جانے سے قبل چودہ پاروں کا حافظ تھا۔ وہ تمہارے ہی بطن
ے پیدا ہوا جو زہد الانبیاء کہلایا۔ صابر پاک مخدوم تم سی عورتوں کا فرزند پاک تھا۔
ب تمہارے مکتبِ مہد کو کیا ہوا۔ کیا دیواریں گر گئیں، ہوا چھت کو اڑا کر لے گئی۔ تمہارا
کیا ہوا، تمہاری کلمہ پڑھانے والی زبان کہاں گئی۔ میٹھی میٹھی لوریوں کو کیا ہوا۔ چکی پیسنے
ے ہاتھ کہاں گئے، تمہارے جامد یادمس کیا ہوئے۔ تمہاری چھاتیوں سے جو کوثر کے
ے پھوٹتے تھے کیوں خشک ہو گئے۔ وہ تمہاری آواز کہاں گئی جو پیارے بیٹوں کو گھوڑے
سوار کراتے ہوتے جہاد کیلئے روانہ کرتے ہوئے کہا کرتی تھیں بیٹا۔ "پیٹھ نہ دکھانا
ن کی خاطر، محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قربان ہو جانا۔ شہادت کا مرتبہ پانا۔ میں

تمہاری تڑپتی لاش دیکھنا چاہتی ہوں۔ اگر تم جہاد سے بھاگ کر آئے میں تجھے
معاف نہیں کروں گی۔ بیٹا! جب شہیدوں کی مائیں اللہ کے حضور پیش ہوں تو کسی
پیچھے نہ رہوں۔ روزِ محشر مجھے شرمندہ نہ کرانا۔"

بیبیو؟

تمہاری اُن جبینوں کو کیا ہوا جو سجدہ میں رب کے حضور رہا کرتی تھیں۔ وہ تمہاری عف
عصمت کہاں گئی جس کو بچانے کے لیئے تم چوتھی منزل سے چھلانگ لگایا کرتی تھی۔
خواجہ نقشبند کے دامن میں پڑ کر پوچھا کرتی تھیں حضور آپ کہاں سے آگئے اور تم کو ج
ملا کرتا تھا "تو منارہ آمدی ما سنجارہ آمدم"، کبھی تم بیٹے کو رُخصت کرتے وقت کہا کرتی تھی
کہ بیٹا! کچھ بھی ہو جھوٹ نہیں بولنا، پھر وہ بیٹا غوثِ اعظم بنا کرتا تھا۔

بیبیو! ہائے ہائے۔ تم........ کو ہے
کھا گئی کس کی نظر کون تھا وہ شوم

الجواب

طوفانِ فرنگی نے تمہارا مکتبِ مہد اجاڑ دیا، دیواروں کو میم صاحبہ کا کلمہ لگ گی
وہ زمین بوس ہوگئی۔ صاحب بہادر نے مدرسہ کی چھت کو اُڑا دیا۔ چادر سے دوپٹ
ہوا، دوپٹہ کندھوں پہ پڑا گلے کا ہار بن کر صلیب کا پھندا بن گیا۔ علم اپنے ہی صاح
کی نظر ہوا۔ قل ہو اللہ احد بھول گیا۔ RAN Can , Man رہ گیا۔ سر ننگا ہو گیا۔
شوہر سرجی بن گیا۔ زبان سے کلمہ طیبہ کافور ہو گیا۔ نغمہ زبان پر جاری ہو گیا۔

اس دل کے ٹکڑے ہزار ہوئے کوئی یہاں گرا کوئی وہاں گرا

اور کبھی زبان پر یوں سُنا جاتا ہے۔

تم نے کسی کو دل دیا، ہاں دیا
تم نے کسی سے پیار کیا، ہاں کیا [1]

---

[1] جب یہ مضمون لکھا جا رہا تھا تو ہمسایوں کے گھروں سے ان نغموں کی آواز آ رہی تھی

جب دل دے دیا تو خدا کے لیئے جگہ کہاں رکھی۔ جب کسی سے پیار کر لیا تو دین
رہا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "تم اس وقت تک مومن نہیں
سکتے جب تک والدین، اولاد، اور اپنے نفس سے زیادہ پیار مجھ سے نہ کرو۔
وہ لوریاں جنکی ابتداء اللہ، اللہ سے ہوتی تھی بھول گئیں اب یوں سنا جانے لگا۔

للّا للّا لوری دودھ دی کٹوری

بیلنے والے ہاتھوں کو NAIL POLISH نے رنگین کر دیا۔ نہ وضو، وضو رہا نہ غسل غسل
بی بی ۲۴ گھنٹے ناپاک رہنے لگی۔ پاؤں گھروں سے نکل کر سینماؤں اور کلبوں کیطرف
رواں ہوئے۔ بازاروں میں انکے پاؤں نے عصمت کا خون بہا دیا۔ چھاتیوں سے
کے چشمے بند ہو گئے جن کو پی کر علی احمد، صابر پیا بن گیا۔ مسعود گنج شکر بن گیا۔ بدن
ہو گئے۔ یہ مسئلہ لندن کی اسمبلی میں نامنظوری کا شکار ہو گیا کہ ایک بال خشک رہا۔
ضو اور غسل نامکمل۔ اب بیس ناخن جو لاکھوں بالوں کے برابر ہیں خشک رہنے لگے بیٹوں
ردوں کو غلاظت کھلائی جانے لگی۔ مردوں نے آنکھیں بند کر لیں، عورت کا پردہ اڑ کر
ہی کی عقل پر آن پڑا، عورتوں نے افسری لائن میں قدم رکھ لیا۔ مرد اسکے زیر اثر کلرک
گئے۔ قرآنِ مجید کے احکام کو پس پشت ڈال دیا گیا۔ جہاد پر بھیجنے کی بجائے انگلستان
سعودیہ، لیبیا اور کینیا بھیجا جانے لگا۔ اور یہ آواز سنی جانے لگی بیٹا "تمہاری شادی
ے پہلے ایک بنگلہ ہونا چاہیئے۔ اس میں ریڈیو اور رنگین T.V. ہونا چاہیئے۔ ورنہ تمہارا
تہ نہیں آئے گا لوگ کیا کہیں گے کہ انکے گھر تو بے حیائی کا مرقع نہیں۔ کیا ہم ان دقیانوسی
دن کو اپنی لڑکی دے دیں۔ جو جبینیں سجدہ ریز ہوتی تھیں اُن پر تلک لگنے لگے، عصمت و
نت سکولوں میں پہنچ کر .... کا شکار ہو گئی۔

نِسَآءُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ (تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں) والی بات
ت چیت ہو گئی۔ زمین گندھی کھاد سے گندھی ہو گئی۔ اب اس زمین میں پیدائش تو
وت ہونے لگی لیکن خواجہ نقشبند، صابر پیا، مسعود گنج شکر سے پودے پھوٹنا بند ہو
گئے۔ اب نکسن، شکسپیر، فرعون اور نمرود نامی اشجار پھر سے نمودار ہو گئے جس نے

معاشرہ پھر مکدّر کر دیا۔

اب عورت حرث رہی نہ عورت، ملا عورت بن کر حشرات الارض کی طرح ہر جا نظر آنے لگی ہے، جہاں تک کہ حال ہی میں غضب کیا کہ قرآنی قانون کے خلاف چار دیواری کو پھاند کر سڑکوں پر آ کر مظاہرہ کیا۔

وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُونَ ٥

اور جو کوئی اللہ کی باندھی ہوئی حدوں کو زیادتی کر کے پھاندے پس وہی تو ظالم ہے۔

۴

عورت کا انجام؟

اِنَّمَا نُمْلِیْ لَھُمْ ط فَاِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ (القرآن)

"ہم ڈھیل دیئے رکھتے ہیں پس (آخرکار) ہماری خفیہ تدبیر بڑی مضبوط ہوتی ہے۔"

اِنَّ بَطْشَ رَبِّکَ لَشَدِیْدٌ ۔ (پ ۳۰ سورۃ البروج)

بے شک تیرے رب کی پکڑ بہت ہی سخت ہے۔

اللہ رب العزت جل مجدہٗ الکریم ہر قوم کو بلکہ ہر شخص کو اپنے انعامات سے نوازتا ے پھر جو کوئی اپنے معطی و منعم کا شکریہ ادا کرتا ہے ان اصولوں پر قائم و دائم رہتا ہے جن دولت اسکو نوازا گیا تو کریم و رحیم اپنے دائمی انعامات عطا فرما دیتا ہے، دنیا و آخرت ں عطا فرما دیتا ہے۔ کیونکہ وہ ہر وقت اس کی بارگاہ میں یُوں عرض کرتا رہتا ہے ؎

اے کریم کارسازِ بے نیاز
دائم الاحسان شہ بندہ نواز

اے بیادت نالۂ مرغِ سحر
اے کہ ذکرت مرہم زخمِ جگر

اللہ اللہ زیں طرف جرم و خطا
اللہ اللہ زاں طرف رحم و عطا

ما خطا آریم و تو بخشش کنی
نعرۂ انی غفورٌ می زنی

اے خدا بہرِ جنابِ مصطفےٰ
چار یارِ پاک و آلِ باصفا
مغفرت دارد اُمید از لطفِ تُو
زآنکہ فرمودہ لَا تَقْنَطُوْا

اور جو انعامات حاصل کرکے بے راہ ہو گیا۔ اپنے معطی و منعم کو بھول گیا۔ سرکش و نا فرمان ہو گیا۔ اُس محسن انسانیت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام احسانات فراموش کر دیئے جن کی برکت سے نواز گیا تھا۔ تو بس اُس سے انعامات کی دولت واپس لے لی جاتی ہے اور شائد کوئی سمجھے کہ یُونہی واپس لے لی جاتی ہے نہیں نہیں بلکہ ہدایت کے لیئے انبیاء و صلحاء کو بھیجا جاتا رہا اور صلحاء کو اب بھی بھیجا جاتا ہے۔ بے راہ لوگ جب انکی ہدایات پر عمل پیرا ہونے کی بجائے انکی مخالفت کرنا شروع کر دیتے ہیں تو اللہ تعالےٰ وحدہٗ القہار کی حمیت جوش میں آجاتی ہے پھر بے راہ اور گمراہ قوم کا تخم ختم کر دیا جاتا ہے نیک و بد میں اصل تمیز پیدا کر دی جاتی ہے نہ بیٹا باپ کو بچا سکتا ہے نہ باپ بیٹے کو۔ یہاں شفاعت کی نفی نہیں بلکہ کفر و ایمان اور شرک و توحید کا امتیاز ہے۔ نبی اور قرآن کا انکار کفر ہے۔ مثلاً کوئی شخص دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کے مثل سے انکار کرے تو صریحاً کافر ہے اور کافروں کی سزا کی چند امثال ملاحظہ ہوں۔

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے بیٹے اور بیوی نے کفر کیا تو نبی کی سفارش کام آ سکی۔

وَنَادٰی نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ۔ قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنِّیْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ۔

(پ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۴۵ - ۴۶)

"اور نوح نے اپنے رب کو پکارا، عرض کی اے میرے رب میرا بیٹا بھی تو میرے

گھر والا ہے (اور تو نے میرے ساتھ، میرے اور میرے گھر والوں کے ساتھ نجات کا وعدہ فرمایا ہے) اور بے شک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بڑھ کر حکم والا ہے (تو اس میں کیا حکمت ہے کہ میرے بیٹے کو عذاب میں مبتلا کیا جا رہا ہے)، شیخ ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیٹا کنعان منافق تھا۔ آپ کے سامنے اپنے آپ کو مومن ظاہر کرتا ہے وہ اپنا کفر ظاہر کر دیتا تو اللہ تعالےٰ کے حضور اس کی سفارش نہ کرتے)، فرمایا اے نوح وہ تیرے گھر والوں میں نہیں، بے شک اس کے کام بڑے نالائق ہیں تو مجھ سے وہ بات نہ مانگ جس کا تجھے علم نہیں (یعنی مانگنے کے قابل نہیں) میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ نادان نہ بن (یعنی تم نبی ہو اور دانا و عقلمند ہو یہ تمہاری شایانِ شان نہیں کہ کافروں اور منافقوں کی سفارش کرو)

(کنز الایمان، خزائن العرفان بحوالہ مدارک)

بس نبی کا بیٹا نافرمان ہوا اور فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ تو وہ ڈوبتوں میں رہ گیا اب سنو نافرمان بیوی کا کیا حال ہوا۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوحٍ وَّامْرَاَتَ لُوطٍ ط كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّقِيلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِينَ

(پ ۲۸ التحریم آیت ۱۰)

اللہ کافروں کی مثال دیتا ہے (اس بات میں کہ انہیں ان کے کفر اور مومنین کی عداوت پر عذاب کیا جائے گا اور اس کو عداوت کے ہوتے ہوئے انکا نسب اور مومنین مقربین کے ساتھ انکی قرابت رشتہ داری انہیں کچھ نفع نہ دے گی)، نوح کی عورت اور لوط کی عورت وہ دونوں ہمارے دو سزاوار قرب بندوں کے نکاح میں تھیں، پھر انہوں نے ان سے دغا کیا

دین میں کفر اختیار کیا حضرت نوح علیہ السلام کی عورت واھلہ اپنی قوم سے حضرت نوح علیہ السلام کی نسبت کہتی تھی کہ وہ مجنوں ہیں اور حضرت لوط علیہ السلام کی عورت واعلہ اپنا نفاق چھپاتی تھی اور جو مہمان آپکے پاس آتے تھے آگ جلا کر اپنی قوم کو انکے آنے کی اطلاع دیتی تھی) وہ (نبی اللہ کے سامنے انہیں کچھ کام نہ آئے اور فرما دیا گیا

"انجام" تم دونوں عورتیں جہنم میں جاؤ جانے والوں کے ساتھ

(کنز الایمان، خزائن العرفان)

(یعنی اپنی قوم کے کفار کے ساتھ کیونکہ تمہارے اور ان انبیاء کے درمیان تمہارے کفر کے باعث علاقہ باقی نہ رہا۔)

اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ

(بے شک بھلا انجام پرہیز گاروں کا ہے)

انجام اسی کا بہتر ہو گا جو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کرے اور جو مخالفت کرتا در سمجھانے پر بھی نہیں سمجھتا اللہ تعالےٰ اس کے لیئے راہِ ہدایت کے دروازے بند کر دیتا اس کو اسی ڈگر پر چلا دیتا ہے جس پر وہ قائم ہوتا ہے، پھر ایسے شخص کا ضمیر مردہ ہو جاتا ، نیکی و بدی کی تمیز ختم ہو جاتی ہے۔ آخر موت کا فرشتہ اُسے وادی جہنم میں پہنچا دیتا ہے اللہ العظیم العیاذ باللہ الکریم۔

مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ

جس کو اللہ نے (اسکی بار بار نافرمانی کی بنا پر) گمراہ کر دیا اُسے کوئی راستہ دکھلانے والا نہیں۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝

(پ ۵ ۔ سورۃ النساء رکوع ۱۴)

"جو رسولؐ کا خلاف کرے بعد اس کے کہ راستۂ حق اس پر کھل چکا، اور مسلمانوں
کی راہ سے جدا چلے ہم اُسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ
میں داخل کریں گے اور کیا ہی بُری جگہ پلٹنے کی۔"
اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق خصوصاً انسان مرد و عورت کو اپنے انبیاء علیہم السلام کے
توسل سے اپنے انعامات سے نوازا اور سب سے بڑا انعام اسلام اور پیغمبرِ اسلامؐ ہے
جیساکہ ارشاد ہے ،۔

۱۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ
لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط (پ۶)

"آج (یوم عرفہ، یوم الحج ۹ ذی الحجہ ۱۰ھ میدانِ عرفات میں جہاں سے
انسان کی دنیوی زندگی شروع ہوئی کہ سیدنا آدم علیہ السلام اور سیدنا حواؑ
علیہا السلام کی جنت سے فرقت کے بعد ملاقات ہوئی اسی میدان سے
انعامات کی ابتداء ہوئی اور اسی میدان میں تکمیلِ انعامات (سبحان اللہ وبحمدہٖ
سبحان اللہ العظیم)) کے دن میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور میں نے تم پر
اپنی تمام نعمتوں کا اتمام کیا اور تمہارے لیے میں نے اسلام کو پسند کیا۔"

۲۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا ط (پ۴)
تحقیق اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں پر بڑا احسان کیا کہ ان میں اپنا رسولؐ
(مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ)
مبعوث فرمایا۔
اللہ کے رضا سے روگردانی اور اللہ کے بڑے احسان سے فراموشی موجبِ عتابِ
الٰہی ہی ہوسکتی ہے۔ اور آخر **مایوسی**

وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَی الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ
كَانَ يَئُوْسًا ہ

"اور جب ہم آدمی پر احسان کرتے ہیں منہ پھیر لیتا ہے اور اپنی طرف دُور ہٹ

جاتا ہے اور جب اسے بُرائی پہنچے تو نا اُمید (مایُوس) ہو جاتا ہے۔
اے اسلام سے باغی اور محسنِ انسانیت سے دُور بھاگنے والے تیری آخری منزلِ مایُوسی ہے اور مایُوسی ہی کفر ہے۔

— ۶ —

باب نہم

لوٹ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تو

مایوسی کفر ہے، جب تک اس بدن میں رُوح موجود ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے وہ غفور و رحیم ہے جب بھی اسکی بارگاہ میں توبہ کرلو قبول کرلیتا ہے:-

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ط اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔

"اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ، بے شک اللہ تمام گناہوں کو معاف کرنے والا ہے، بے شک وہ غفور و رحیم ہے۔"

ایک کہن سالہ انسان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر مسلمان ہوگیا پھر ایک دن بارگاہِ عالیجناب میں یُوں گویا ہوا کہ میری ساری زندگی کفر و شرک، عصیان و نافرمانی میں گزری اب میں ایمان لے آیا۔ ایمان لانے کے بعد شرک و کفر نہیں کیا، گناہوں سے اور نافرمانیٔ خدا و رسول سے بچتا ہوں کیا میرا اللہ مجھے معاف کردے گا۔ فرمایا تیرے پچھلے تمام گناہ معاف کردیے گئے۔

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ط وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔ (پ ۲ سورۃ البقرہ رکوع ۳)

"ہاں ہاں جو لوگ توبہ کرلیں اپنے گناہوں سے اور اپنی زندگی کو اسلامی اصولوں سے مزین کرلیں اپنے ہر عمل سے اسلامی اقدار کا مظاہرہ کریں پس ایسے لوگوں کی میں توبہ قبول کرتا ہوں، اور میں توبہ قبول کرکے بے پناہ رحمتوں کے خزانے کھول دیتا ہُوں۔"

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے کوئی رہرو منزل ہی نہیں

اللہ تعالے نے مایوس لوگوں کے لیئے ایک پناہ گاہ بنائی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے :۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ٥

(پ ۵ سورۃ النساء)

"اور اگر یہ (شرک وکفر، نافرمانیوں میں مبتلا) لوگ اپنے نفسوں میں ظلم کر بیٹھیں (پھر ان کے لیئے کوئی جائے پناہ نہ ملے، عالم مایوسی میں سرگرداں ہو جائیں)

اے محبوب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پھر تیرے دربار گوہر بار میں آجائیں اور اللہ سے معافی مانگیں (لیکن شرط یہ ہے) کہ رسول ان کے لیئے معافی کے طلب گار ہوں تو ضرور اللہ تعالے انکی توبہ قبول کرے گا اور اپنی رحمت کی بارش سے انکے گناہوں کو دھو دے گا

آیئے !

ہم اپنے مایوس نفسوں کو حضرت علامہ بوصیری کی طرح ڈھارس بندھائیں اور رحمت الٰہی کے حق دار بن جائیں ؎

يَا نَفْسُ لَا تَقْنَطِيْ مِنْ زَلَّةٍ عَظُمَتْ
اِنَّ الْكَبَآئِرَ فِي الْغُفْرَانِ كَاللَّمَمِ

اے نفس اپنے بڑے کبیرہ گناہوں سے مایوس نہ ہو جا
بے شک کبیرہ گناہ (اللہ کی مغفرت) کے حضور صغیرہ معلوم ہوتے ہیں

یعنی جس طرح ایک پیالہ پانی چیونٹی کے لیئے سمندر کی مانند ہے لیکن وہ پیالہ انسان کی پیاس نہیں بجھا سکتا اس کے لیئے ناکافی ہے .... عین اسی طرح اللہ کی غفران کا دریا بے کنار ہے ہمارے بڑے بڑے گناہ دریائے غفران کے سامنے چیونٹی کی مانند ہیں یعنی چھوٹے معلوم ہوتے ہیں اور چھوٹے گناہوں کو معاف کرنا بغیر تو

کے بھی اس کی شان ہے۔

ہاں ہاں دربارِ رسالت میں یوں عرض کرتے ہوئے حاضری کا شرف حاصل کریں۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

چھپاؤں تجھ سے منہ تو کروں کس کے سامنے

کیا اور بھی کسی سے توقع نظر کی ہے

اُف بے حیائیاں یہ منہ اور تیرے حضور

(یا رسول اللہ) ہاں تو کریم ہے تیری خُو درگذر کی ہے

واللہ! میرا کریم رسول کریم ہے اس کی شان یہ ہے ؎

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا!

دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں

اور اللہ کے حضور عرض کرو ؎

اللہ کیا جہنم اب بھی سرد نہ ہوگا!

رو رو کے مصطفٰے نے دریا بہا دیئے ہیں

—۴—

باب دہم

عورت کی حکومت؟

اللہ تعالےٰ نے اس دُنیا کے گلشن میں بہار پیدا کرنے کے لئے فرشتوں کو حاضر
کر "اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً" کا اعلان فرمایا اور آدم علیہ السلام کی تخلیق
میں آئی ۔ آدم علیہ السلام کو عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا کی شان سے منور فر
حضرت حوا علیہا السلام کو سیدنا آدم علیہ السلام کی خوش طبعی کے لیئے آپکی بائیں پسلی سے
کیا۔ معلوم ہوا حضرت حوا حضرت آدم علیہ السلام کے بدن کا جزو ہیں۔ دوسرے معنوں
عورت کل کا ایک حصّہ ہے۔ اور ایک جزو کل پر حکومت نہیں کر سکتا ۔
رسولوں میں کوئی عورت رسول یا نبی نہیں ہوئی ۔ عورت امامت صغریٰ پر فائز ہو
کا حقدار وہ ہے جس میں چھ شرائط پائی جائیں ۔

امامتِ صغریٰ کے لیے مرد ہونا شرط ہے اور اسلام میں امامتِ کبریٰ پر فائز
کر نماز پڑھانا شرط ہے۔ عورت پر نمازِ جمعہ ، نمازِ عید اور جماعت واجب نہیں ۔ امام
ہے جو جماعت کرائے نمازِ جمعہ و نمازِ عید پڑھائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنی آخری زندگی میں نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ اسی سے صحابہ
جان لیا کہ خلافت و حکومت کے اہل ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکر
سیدنا ابوبکر صدیق رضؓ سے کہا کرتے تھے "اے ابوبکرؓ آپ کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہم پر مقدم کیا ہے پھر آپ کو مؤخر کون کر سکتا ہے"۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ فرما
کرتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو خود نماز میں مقدم کیا اور انہیں امام
مقرر فرمایا۔ میں اس وقت حاضر تھا غائب نہ تھا، تندرست تھا مریض نہ تھا اگر حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام چاہتے تو مجھے نماز میں امام بناتے لیکن آپؐ نے مجھ کو امام نہ بنایا اور میں
اس امر میں راضی ہوں جس میں اللہ اور اس کا رسولؐ راضی ہیں۔ (سیرتِ صدیق اکبرؓ)

معلوم ہوا کہ حکمران کے لیے جو سب سے پہلا کام ہے وہ ہے مسلمانوں کو
نماز پڑھانا۔ نماز مرد ہی پڑھا سکتا ہے۔ عورت پر نماز کی جماعت واجب ہی نہیں اور
نہ ہی اس کی اقتدا میں نماز ہو سکتی ہے۔

اب امامتِ کبریٰ پر فائز ہونے کیلئے پھر چار شرائط ہیں۔

۱۔ **علم**:۔ مسلمان حکمران کے لئے عالمِ دین ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اس نے
اسلامی مملکت میں اللہ اور اس کے احکام نافذ کرنا ہے۔ جو علومِ دینیہ سے واقف
نہ ہو وہ اسلامی مملکت کا حکمران نہیں بن سکتا۔ اور علم کے ساتھ ساتھ عامل بھی ہو۔
عورت کا علم بھی مرد کے مقابلہ میں کم ہوتا ہے۔ حضورِ پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے امّ المومنین
سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق ارشاد فرمایا:۔

"دین کے تین حصّوں میں سے دو حصّے اِس سُرخ فام (حُمیرا) سے حاصل
کرو۔" (الحدیث)

جب امّ المومنین ۲/۳ حصّہ علوم دینیہ سے واقف ہیں تو دوسری عورتوں کے علم کا کیا حال ہوگا۔

۲۔ **عدالت**:۔ ہر معاملہ میں انصاف کرے۔
عموماً تجربہ میں آیا ہے کہ عورت انصاف کرنے میں کمزور واقع ہوتی ہے۔ اپنوں کے بارے
میں رعایت برتتی ہے۔

۳۔ **کفائیت**:۔ ۱۔ حدود قائم کرنے میں سختی کرے۔ بھلا عورت اپنوں یا
بیگانوں کو کوڑے یا سنگسار کی سزا ملتے کیسے دیکھ سکتی ہے۔

ب۔ جنگ کے معاملات کو پوری طرح سمجھنا۔

ج ۔ جہاد کرنا، لوگوں کو جہاد پر آمادہ کرنا۔

د۔ عاقل ہونا۔

د۔ دنیا کی سیاست سے پوری طرح واقف ہونا۔ تاکہ دین کی حمایت
دشمن کے خلاف جہاد، اقامتِ احکام، تدابیر مصالح پر مکمل فکر رکھتا ہو۔

۴۔ سلیم الحواس وسلیم الاعضا ہونا۔ جن کے فقدان سے اس
اور عمل پر کوئی اثر نہ ہوتا ہو۔ علاوہ ازیں بالغ ہو کیونکہ نابالغ کی عقل کامل نہیں ہو
اتنا ضعیف ہو کہ عقل جواب دے بیٹھی ہو۔ گویا خوب ہوشیار ہونا چاہیئے۔

(سیرت الخلفا مترجم از محمد خضری بک مصری وزیر تعلیم)

یہ تمام خوبیاں مرد ہی کے حصّہ ہیں۔ عورت ان خوبیوں سے کما حقہ، نوازی نہیں گئی
لہٰذا ارشادِ خداوندی ہے:۔

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى
بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ۔ پ ۵

مرد عورتوں پر افسر (حاکم) ہیں۔ اس لیئے کہ اللہ نے انہیں عورتوں پر فضیلت
بخشی ہے اور اس لیئے کہ وہ اپنا مال (کما کر عورتوں پر) خرچ کرتے ہیں۔

(کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن)

اور ارشادِ نبوی یوں ہے:۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِذَا كَانَ اُمَرَاءُكُمْ خِيَارُكُمْ وَاَغْنِيَاءُكُمْ وَسُمَحَاءُكُمْ
وَشُوْرٰى بَيْنَكُمْ فَظَهْرُ الْاَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ بَطْنِهَا۔ وَاِذَا
كَانَ اُمَرَاءُكُمْ شِرَارُكُمْ وَاَغْنِيَآءُكُمْ بُخَلَاءُكُمْ وَاُمُوْرُكُمْ
اِلٰى نِسَاءِكُمْ فَبَطْنُ الْاَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ ظَهْرِهَا۔

(مشکوٰۃ شریف بحوالہ ترمذی شریف باب تغیر الناس فصل دوم)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

یا جب تمہارے حکمران بہترین ہوں اور دولت مند سخی ہوں اور
یت املات آپس میں بیٹھ کر طے کرتے ہوں تو تمہارا زمین کی پیٹھ پر (زندہ رہنا
ہو۔ زندہ رہنے کی آرزو کرنا) تمہارے لیئے زمین میں دفن ہونے سے بہتر ہے
ے اس کا ایسی حالت میں موت کی آرزو اچھی نہیں) اور اگر (برعکس) تمہارے
ن ہوں شریر ترین ہوں (حکمران بننے سے پہلے ہی انتقام لینے کے دعوے
) اور تمہارے دولتمند کنجوس ہوجائیں اور تم عورتوں کو امور سونپ دو
گھر میں معاشرے میں یا ملک میں) حکمران بنادو تو تمہارا زمین میں دفن
ں کئی بہتر ہے (یعنی نیکوں کے لیئے اس وقت موت کی آرزو کرنا بہتر ہے)
ی پیٹھ پر زندہ رہنے سے۔"

عَلیٰ ۔ ۔

سُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَنْ یُّفْلِحَ قَوْمٌ وَّلَوْ
فضیلت ُمْ اِمْرَاَۃً ۔ (بخاری شریف جلد سوم کتاب الفتن)
بھی بھی فلاح نہیں پائے گی اگر انہوں نے اپنے امور عورت کے
ر دیئے۔"

ملکہ سبا (بلقیس) کا حوالہ دیتے ہیں کہ وہ حکمران تھی۔ اور قرآن کا حوالہ دیتے
سلم درست ہے کہ وہ حکمران تھی۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ وہ کب اور کس حالت

کُمْ

اُ ے قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:۔

مُودَکُمْ حضرت سلیمان علیہ السلام) نے پرندوں کا جائزہ لیا تو کہا کہ مجھے کیا
ہُدہُد کو نہیں دیکھتا یا وہ واقعی حاضر نہیں ۲۰۔ ضرور میں اسے سخت
دنگا یا ذبح کر دونگا یا کوئی روشن سند میرے پاس لائے ۲۱۔ تو ہُدہُد
علم نے ر نہ ٹھہرا اور آکر عرض کی کہ میں وہ بات دیکھ کر آیا ہوں جو حضور
ادر میں شہر سبا سے حضور کے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں ۲۲۔

اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِکُهُمْ وَاُوْتِیَتْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِیْمٌ ؁۲۳ ۔ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا یَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ فَهُمْ لَا یَهْتَدُوْنَ ؁۲۴ ۔

میں نے ایک عورت دیکھی کہ ان پر بادشاہی کر رہی ہے اور اسے ہر چیز میں سے ملا ہے اور اس کا تخت بڑا ہے ۔ میں نے اسے اور اس کی قوم کو پایا کہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال انکی نگاہ میں سنوار کر انکو سیدھی راہ سے روک دیا ہے تو وہ راہ نہیں پاتے ۔ (کنز الایمان ۔ سورۃ النمل)

قرآن مجید نے ہمیں بتایا کہ وہ مجوسی عورت تھی جو سورج کی پجاری تھی اور یہ بھی پتہ چلا کہ وہ شیطان کے بہکانے سے سیدھی راہ سے بھٹک گئی تھی ۔ پھر اس کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے پاس آنے کی دعوت دی اور ساتھ ہی اپنی نبوت کا اعلان فرمایا اور اسے اسلام میں داخل ہونے کا حکم دیا لہٰذا وہ آپ کے حضور حاضر ہوئی آپکے معجزات دیکھے اور قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؁۴۴ ۔ عورت نے عرض کی لے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اب حضرت سلیمان کے ساتھ اللہ کے حضور گردن رکھتی ہوں (یعنی مسلمان ہوتی ہوں) جو رب ہے سارے جہاں کا ۔ (کنز الایمان ۔ سورۃ النمل)

لہٰذا وہ مسلمان ہو کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے حرم پاک میں شامل ہو گئی ۔

بیہقی نے اوزاعی سے روایت کی ہے کہ ایک برج ٹوٹی اس میں سے ایک حسین عورت کی لاش برآمد ہوئی جس کے سر پر اسّی گز لمبا عمامہ بندھا تھا ۔ اس ۔ ایک پٹہ پر سنہری حروف میں لکھا تھا ۔ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ میں بلقیس ملکہ س زوجہ سلیمان بن داؤد ہوں جب کافرہ تھی تو دنیا کی مالک ہوئی اور مومنہ ہو کر وہ ملک مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملا اور میرے بعد بھی کسی کو نہ ملے گا اور آخر مجھے موت نے آن لیا

طالبِ دُنیا طلبِ دُنیا میں کمی کرو۔ (تفسیر الحسنات)

اس روایت سے پتہ چلا کہ وہ مومنہ ہو کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی زوجہ بنی
اور ملک کی ملکہ سلیمان علیہ السلام کے توسّل سے۔ وہی الفاظ بلقیس نے لکھولئے جو سلیمان
علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیے تھے کہ میرے بعد ایسی سلطنت کسی کو نہ دینا۔
گویا بلقیس بادشاہ نہ تھی بلکہ بادشاہ کی بیوی تھی۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہمدان کے بادشاہ ذوالبحہ
تبّع امیر الجبن سے (جو آپ کے تابع تھا) بلقیس کا نکاح کر دیا۔ واللہ اعلم۔ اس روایت
سے بھی اس کا ذاتی طور پر ملکہ ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

بعض لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حوالہ دیتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علی
مرتضےٰ رض کے مقابلہ پر خروج کیا تھا۔ یہ خروج غلط فہمی کی بنا پر تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے ارشاد فرمایا تھا "عائشہ تم ان میں سے نہ ہونا جن پر چشمہ حواب کے کتے بھونکیں
گے۔" لہٰذا ایسا ہی ہوا کہ چشمہ حواب پر کتے بھونکے تو آپ نے حضور کی پیش گوئی کے مطابق
پیچھے ہٹنا چاہا لیکن چالیس۴۰ آدمیوں نے قسم کھا کر کہا کہ یہ جگہ حواب نہیں ہے۔ آگے
بڑھیں تو حضرت علی رض کی فوج سے منافقین نے ٹکراؤ کرا دیا۔ بہت سے صحابی جانبین سے
شہید ہو گئے آخر آپ کو شکست ہوئی۔ صلح کے بعد مدینہ شریف واپس چلی گئیں۔ حضرت
عائشہ صدیقہ رض کو تاعمر اس کی ندامت رہی جب اس کا تذکرہ آتا تو زار زار رونے لگتیں تھیں
اور فرماتی تھیں کہ کاش! آج سے بیس سال قبل میں دُنیا سے اُٹھ گئی ہوتی۔

(تاریخ اسلام بحوالہ طبری۔ ابن اثیر۔ ازالۃ الخفا)

رضیہ سُلطانہ

رضیہ سلطان التمش کی صاحبزادی تھی۔ سلطان التمش نے اپنے امرا کے سامنے
رضیہ کی تعریف ان الفاظ میں کی "اگرچہ! بظاہر وہ ایک عورت ہے لیکن وہ عقل و پختگی
کے لحاظ سے حقیقت میں وہ مرد ہے۔" (تاریخ فرشتہ) لہٰذا باپ نے اسے ہی نامزد
کیا تو ۶۳۴ھ میں رضیہ سلطانہ اپنے باپ کی وفات کے ایک سال بعد تخت نشین ہو گئی۔

علما اور امرا نے اس کی مخالفت کی لیکن اس نے پرواہ نہ کی۔ (اس سے پہلے فیروز شاہ رکن الدین جو بدایون کا حاکم تھا۔ اور اپنے باپ سلطان التمش کی وفات کے وقت دہلی میں موجود تھا تخت نشین ہو گیا تھا۔ لیکن چونکہ عیش کوش تھا عوام اسے ناپسند کرتی تھی بعض امرا جو اس کے خلاف ہو گئے تھے ان کو سزا دینے کے لیے کیلوکری کی طرف روانہ ہوا۔ اس سے پیچھے دوسرے امرا نے رضیہ سلطانہ کی اطاعت قبول کر لی۔) امرا نے رضیہ کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ اس بغاوت کو فرو کرنے کے لیے اور امداد کے لیے رضیہ نے بھٹنڈا کے حاکم ملک التونیہ سے شادی کر لی۔ اعز الدین بن التمش نے ۴ ربیع الاول ۶۳۷ھ کو کیتھل کے نزدیک ملک التونیہ اور رضیہ کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ رضیہ نے عنانِ حکومت سنبھالتے ہی پردہ بھی ترک کر دیا تھا۔ اسلام کے اصولوں کی مخالفت (یعنی اس کا بادشاہ بننا اور پردہ ترک کرنا) کی بناء پر قتل کی سزا پائی۔

مادرِ ملت محترمہ فاطمہ جناح

ہر پاکستانی کے لیے قابلِ احترام ہیں۔ ایوبی حکومت کے غنڈوں سے خواص و عام تنگ آ چکے تھے۔ پاکستان کے سیاسی لیڈر ایبڈو زدہ ہونے کی وجہ سے حکومت کا مقابلہ کرتے ہوئے گھبراتے تھے لہٰذا انہوں نے محترمہ کا تعاون حاصل کیا۔ محترمہ حکمران بننا پسند نہ کرتی تھیں۔ چونکہ وہ عوام کو مصیبت میں نہ دیکھ سکتی تھیں اس لیے وہ سیاستدانوں کے کہنے پر ایوب کے خلاف میدان میں آئیں۔ لیکن ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اگر وہ کامیاب ہو جاتیں تو حکومت سیاستدانوں کے سپرد کر کے الگ ہو جاتیں۔

حقیقت پر مبنی بات یہ ہے کہ رضیہ سلطانہ ہوں یا محترمہ مادرِ ملت یا کوئی دوسری تیسری حکومت کی خواہشمند صنفِ نازک۔ ان کا حکومت کرنا یا الیکشن میں حصہ لینا کوئی نصِ قرآن نہیں ہے۔

قرآن و حدیث سے واضح طور پر عورت کی حکومت کی نفی ہوتی ہے اگر کوئی اس قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے تو خود ذمہ دار ہے۔ قرآنِ مجید اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرنے

والوں کے لئے انتباہ فرماتا ہے:-

مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۔ (پ ۲)

"جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے اور اس کی قائم کردہ حدود کو توڑے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دوزخ میں داخل ہوگا۔ اور اس کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔"

مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۔ (پ ۵)

"جو رسول اللہؐ کی مخالفت کرے، ہدایت واضح ہونے کے بعد اور مسلمانوں کے علاوہ دوسروں کی اتباع کرے ہم پھیر دیتے ہیں جس طرف وہ پھرا۔ اور اسے جہنم میں ڈالیں گے۔ اور وہ ٹھہرنے کی بہت بری جگہ ہے۔"

ان واضح آیات کے بعد ایک مسلمان کے لئے زبان کھولنے کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ اسلام نے عورت کے کمزور صنف اور جنسی مجبوریوں کا لحاظ رکھتے ہوئے عورتوں کو بعض ایسے امور کی انجام دہی سے مبرا قرار دیا ہے۔ جو کہ مردوں پر فرض ہے مثلاً اختصاراً:-

۱۔ ایامِ ماہواری اور ایامِ زچگی میں نمازیں معاف ہیں اور انکی کوئی قضا نہیں۔

۲۔ اس کے لئے معین فرض روزے غیر معین فرض روزے قرار دیئے گئے یعنی رمضان میں مندرجہ بالا حالت کے تحت غیر رمضان میں روزے قضا کر سکتی ہے۔

۳۔ نمازیں جماعت کی پابندی نہیں۔

۴۔ جمعہ اور عید واجب نہیں۔

۵۔ جہاد فرض نہیں۔

۶۔ روزی کمانا فرض نہیں جب کہ مرد پر فرض ہے

علاوہ ازیں اسلام کا ایک مقررہ قاعدہ وقانون ہے کہ دورانِ جنگ یا بعد از فتح عورتوں، بوڑھوں اور بچوں پر ہاتھ نہیں اٹھایا جائے گا۔" کیونکہ یہ مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں۔ لہٰذا جو مقابلہ نہیں کر سکتے وہ حکومت کی بھاگ ڈور کیسے سنبھال سکتے ہیں۔

بس حرفِ آخر یہی ہے ؎

ٹھوکریں کھاتے پھرو گے انہی کے در پر پڑے رہو
قافلہ تو اے رہنما اوّل گیا آخر گیا

فقیر حقیر بندہ پُر تقصیر علی اصغر چشتی صابری غفوری جو علمائے ربانیین کے نعلین کے تلوؤں کی خاک ہے۔ اور فقراء کے نعلین کو اپنے سر کا تاج سمجھتا ہے کہ ارشد تلامذہ سے عزیزی و محبی نورِ چشمی محمد سہیل چشتی ایم اے نے عورت پر ایک مضمون لکھنے کے لئے کہا فقیر نے اپنے مولا کریم کے فضل و کرم کو عودہ ید بسایہ فگن کر کے اس کام کو شروع کیا۔ الحمدللہ علیٰ احسانہ کہ اس نے اپنے محبوبِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صدقہ فقیر کو کامیابی سے ہمکنار فرمایا۔

اہلِ علم سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ اگر اس ناچیز رسالہ میں غلطی پائیں تو فقیر کو مطلع فرمائیں از راہِ کرم طعن نہ کریں کیونکہ طعن سے افضل عفو اور اصلاح ہے۔ رسالے کا تاریخی نام "اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ فِی الْاِسْلَامِ مَقَامُ النِّسَآءِ" رکھا گیا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

مؤرخہ ۱۹ ر جمادی الثانی ۱۴۰۳ھ

۲۔ اپریل ۱۹۸۳ء

مؤلف کی دیگر تالیفات

شمیم شریعت	طبع شدہ قیمت ۴۰ روپے
شمیم ولایت	زیر طبع
آخری چہار شنبہ کا تاریخی جائزہ	بلا قیمت
نماز کے مسائل بشکل چارٹ	"
طہارت کے مسائل "	"
قضائے عمری و نوافل "	"
مظہر نامہ یعنی شرح اسماء الحسنیٰ	غیر مطبوعہ